قصیدۃ النعمان

مشرح

اہلِ محبت کے لیے
تحفۂ نایاب
من تصنیف لطیف
رئیس الفقہا سراج الامت
حضرت امام ابو حنیفہ الملقب
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

★

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

★

شائع کردہ :- تبلیغ و نیاز کمیٹی (رجسٹرڈ) لاہور

قصیدہ متبرکہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کا صحیح مرقع ہے طالبانِ حق اس کا ضرور مطالعہ کریں۔ دورِ حاضرہ کے نام نہاد احناف و امام موصوف علیہ الرحمۃ کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے مثلاً امام اعظم علیہ الرحمۃ "شہنشاہِ معظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو حاضر و ناظر اور حیات النبی یقین کرتے ہیں اور یہ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں"۔

ملنے کا پتہ } غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)
۳۱ سرکلر روڈ، بیرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

تعداد ۱۰۰۰ — سالِ اشاعت ۱۹۵۲ء — ہدیہ -/۱ روپیہ

۷۸۶
۹۲

آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی!

مسلم اور بخاری شریف کی حدیث ہے "قَالَ النَّبِیُّ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یَخْرُجُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَہَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم کمسن، کم عقل نکلیگی جن کے زبان زد ہوگا "قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنی حدیث کے بغیر کلام نہ کریںگے۔ پڑھینگے قرآن مجید کو نہ اتریگا ان کے حلق سے نیچے یعنی انکے دلوں میں ایمان نہو گا اور خلوص دل سے قرآن پاک پر عمل نہ کرینگے، دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْسِنَتُھُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ زبانیں ان کی شکر سے زیادہ شیریں ہونگی، یعنی بظاہر نرمی اور شیریں کلامی سے لوگوں کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل انکے سختی و بیرحمی میں مثل بھیڑیوں کے ہونگے۔ کہ جب پورا قابو پا جاتے ہیں تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی میں فرد گذاشت نہیں کرتے۔

حدیث شریف (بخاری شریف جلد دوم) وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی اٰیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ط یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (خارجیوں) کو اللہ کی ساری مخلوق سے بہت بری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا وہ ان آیات کو مومنوں پر چسپاں کرینگے جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم الرؤف الرحیم

وعلیٰ ولدہ الشیخ السید عبدالقادر الجیلی سید

الاولیاء وسلطان عظیم

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دوستدارِ چار یارم تابعِ اولادِ علی کرم اللہ وجہہ!
مذہب حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل علیہ السلام!
خاکپائے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیرِ سایہ ہر ولی

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی، چہار یار کبار اور اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا محب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد یعنی سادات کرام کو دوست رکھنے والا ہوں حنفی المذہب ہوں (وجوب تقلید کا قائل ہوں) اور ملتِ ابراہیمی سے تعلق رکھنے والا ہوں۔ (سلطان الاولیاء والعارفین، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا غلام اور ہر ولی کے زیر سایہ ہوں۔

سالہا سال سے یہی عقیدہ جمہور اہلِ اسلام کا چلا آرہا ہے اور اسی پر اجماعِ اُمّت ہے۔ جس کے متعلق شہنشاہِ دوسرا حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ ہماری اُمّت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ لیکن اس زمانہ میں لوگوں کے عقائد میں اس قدر خلط اور اختلاف پیدا ہوگیا ہے کہ الامان! اس افتراق و انتشار کا موجب بعض علمائے ظواہر ہوتے ہیں۔ جو اپنے تئیں حنفی یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ظاہر کرتے ہیں۔ اور حقیقت میں ان کے عقائد حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کے بالکل برعکس ہیں۔ مثلاً حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آقائے دوجہان رحمتِ عالمیان صلی اللہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس کو حیات النبی اور حاضر وناظر مانتے ہیں اور یہ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔

عوام بیچارے اپنی جہالت یا کم علمی کے باعث محض "حنفی" کے لفظ سے متاثر ہوکر ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ ان کی صحبت میں رہ کر اپنے پرانے عقائد حقہ کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

آجکل حنفیت تو ایک ایسی آڑ بن چکی ہے کہ ہر عالم ذی ہوس اور زاہد

ظاہر پرست کو اپنے مقلدین کی تعداد بڑھانے کے لئے اس کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ہندوستان اور پاکستان میں اکثریت احناف اہل سنت جماعت کی ہے چنانچہ اپنا کاروبار وسیع کرنے کی غرض سے "اصلی اور نقلی حنفیت" کے اشتہارات تقسیم کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی طریقت کے سلسلوں کا بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ "ہم نقشبندی، چشتی، سہروردی وغیرہ بھی ہیں۔" گویا ان لوگوں نے دکانداری کا اچھا خاصا سلسلہ بنا رکھا ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بزرگانِ دین کے اسمائے گرامی کو بدنام کر رہے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ ؎

اگر بینی کہ نابینا وچاہ است

دگر خاموش بنشینی گناہ است

"اگر تو دیکھے کہ نابینا کے رستے میں کنواں ہے اور وہ اس میں گر کر ہلاک ہو جائے گا تو ایسے وقت میں تیرا خاموش بیٹھنا سراسر گناہ ہے۔"

چنانچہ اس نیک خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصیدہ الموسوم بہ **قصیدۃ النعمان** معہ شرح شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ عوام کو حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد سے آگاہ کیا جائے اور وہ چاہِ ضلالت میں گرنے سے بچ جائیں۔ یہ قصیدہ متبرکہ صحیح حنفی عقائد کا ترجمان ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت بلند پایہ فقیہہ اور مجتہد ہیں

آپ کا لقب امام اعظم ہے۔ آپ کے والد اور دادا امیر المومنین سیّدنا و مولانا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے لئے دعائے خیر و برکت کی۔ شرح مشکوٰۃ ابن حجر مکّی میں لکھا ہے کہ آپ کو آٹھ صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے باطنی فیوضات حضرات امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حاصل کئے۔ چنانچہ آپ کا مشہور قول ہے۔ لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ اگر دو سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی صحبت میں نہ ملتے تو نعمان (یعنی ابوحنیفہ) ہلاک ہو گیا تھا۔ مدینہ منوّرہ میں جب کبھی حاضری کا موقع نصیب ہوتا تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزار اقدس کی جاروب کشی کرتے۔

آپ کو خاندانِ سادات عالیہ سے بے حد عقیدت اور محبّت تھی۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" میں ارقام فرماتے ہیں:۔

"اماموں کے امام، اہل سنّت و جماعت کے پیشوا، فقہا کیلئے باعث شرف اور علما کیلئے باعث عزّت حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مجاہدات اور عبادات میں نہایت ثابت قدم اور اصول طریقت میں آپ کی بڑی شان ہے۔"

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم را بخواب بدیدم عرض کردم کہ یا رسول اللہ اَینَ اَطْلُبُکَ یعنی کجا جویم ترا فرمودے عند علم ابی حنیفۃ یعنی نزد علم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ)

(ترجمہ) حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا میں نے عرض کی "حضور (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا کہ ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے علم کے نزدیک مجھے ڈھونڈنا"

گویند کہ ہرگاہ بطواف روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرفتے بگفتے السلام علیک یا رسول اللہ جواب آمدے وعلیک السلام یا امام المسلمین یعنی جس وقت شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کا طواف کرتے اور عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ تو روضہ مطہرہ سے آواز آتی وعلیک السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے امام تجھ پر بھی سلام ہو۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اور میں علی بن عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ بملک شام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا۔ پھر دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لائے اور ایک بوڑھے شخص کو اس طرح بغل میں لئے ہوئے تھے جسطرح بچوں کو شفقت سے بغل میں لیتے ہیں۔ میں دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے

رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کے مابین ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ آپ نے اپنے قصیدہ متبرکہ کے مطلع یعنی پہلے ہی شعر میں نہ صرف عقائد باطلہ کی بیخ کنی کر دی ہے بلکہ چند الفاظ میں چار اہم مسائل اس خوبی اور وضاحت سے بیان فرمائے ہیں گویا کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے۔ سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات اقدس کو حاضر و ناظر جانا ہے۔ دوسرے آپ کو حیات النبیؐ مانا ہے تیسرے محبوبانِ خدا سے استمداد کرنا اور چوتھے بعد از وصال شریف بزرگانِ عظام کے مزاراتِ پاک پر دست بستہ کھڑے ہو کر ان سے براہِ راست دلی مرادیں مانگنا جائز قرار دیا ہے۔

اب اگر کوئی شخص آپ کے عقائد مذکورہ سے اختلاف رکھتا ہے تو سمجھ لیجئے وہ حنفی العقائد نہیں ہے۔ اس کا حنفی بننا کسی اور مقصد کے لئے ہے۔ نیز مذکورہ عقائد کو شرک کی طرف منسوب کرنے والا کو ان سے بالخود ہی فیصلہ کر لیں!

قصیدہ شریف کا آغاز لفظِ یا سے ہے اور یا لفظِ مخاطبہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات گرامی کو حاضر و ناظر اور حیات النبیؐ یقین کرتے ہوئے مؤدبانہ التماس کر رہے ہیں "شاہنشاہا! میں آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے اپنے ظلِّ حمایت میں پناہ دیجئے۔"

مسئلہ حاضر و ناظر اس زمانہ میں اس مسئلہ کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ جبکہ سائنس کی نئی ایجادات مثلاً ریڈیو۔ ٹیلی ویژن (TELEVISION) وغیرہ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ تاہم مومنین کے اطمینان قلب کے لئے چند ایک حوالہ جات نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ نیز اس کتاب کے آخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق علماء کرام کا متفقہ فتویٰ معہ سلام حضوری دیا ہوا ہے۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمالیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحت آیہ کریمہ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا تحریر فرماتے ہیں :-

"وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شمارا و درجاتِ ایمانِ شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا، لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔"

اور تمہارے رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم تم پر گواہ ہوں گے اس واسطے کہ آنجناب بالواسطہ نور نبوت ہر دیندار کے رتبہ دین پر آگاہ ہیں کہ وہ آپ کے دین

میں کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور جس حجاب کے باعث وہ ترقی سے رہ گیا ہے کونسا ہے۔ پس جناب سرور انس و جاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے گناہوں، درجاتِ ایمان، اچھے اور بُرے اعمال، اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی شہادت دنیا میں شرع کے حکم سے اُمت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہیں۔

شہید کے معنی گواہ اور لغوی معنی حاضر کے ہیں (ملاحظہ ہو منتہی الارب فصل شی۔ ہ۔ د) آیۂ مذکورہ بالا میں جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام اُمت پر گواہ بنائے گئے ہیں۔ یہ ایک عام فہم بات ہے کہ اگر کوئی گواہ موقعہ پر موجود نہ ہو تو اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہوتی۔ پھر حدیث شریف میں ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ مثلاً ایک شخص مسجد میں جوتی چرانے کی نیت سے داخل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ ظاہر با جماعت نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کے نامۂ اعمال میں وہی عمل درج کیا جائے گا جس کی نیت سے وہ مسجد میں داخل ہوا۔ اسی واسطے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آقائے کل فخر رسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے نیک و بد اعمال اور اخلاص و نفاق سے واقف ہیں، پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے ظاہر و باطن کو ہر آن ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ حیات النبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور اعمالِ امت کے عینی شاہد ہیں۔ کیونکہ جب دنیوی امور میں شہادت سماعی

کوئی وقعت نہیں رکھتی تو بارگاہِ ایزدی میں ایسی شہادت کس طرح منظور ہو سکتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جامع البرکات میں ارقام فرماتے ہیں۔

"وے صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال و افعال امت خود مطلع است

و بر مقربان و خاصان خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر است"

حضور نبی مکرم شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام امت کے احوال اور افعال کی اطلاع ہے۔ اور جناب اپنے مقربین و خواصوں کے مددگار اور ان کو فیض پہنچانے والے ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں) اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں لکھتے ہیں۔

"پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال

خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند"

"پس چاہیئے کہ بندہ جس طرح کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کو برابر اپنے تمام احوال پر ظاہر و باطن میں واقف اور خبردار جانتا ہے۔ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ظاہر و باطن میں خبردار اور حاضر جانے"

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد اول ص ۱۵۱

نماز کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَاحْضُرْ فِی قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

یعنی نماز میں جب تو التحیات پڑھنے لگے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پر پہنچے تو اپنے دل میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وجود اطہر کو موجود کر یعنی حاضر و ناظر سمجھ کر عرض کر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذاتِ اقدس پر سلام ہو۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

شیخ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف الابریز کے ص ۲۴۷ پر ارقام فرماتے ہیں :-

وَاَقْوَی الْاَرْوَاحِ فِیْ ذٰلِكَ رُوْحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهَا لَمْ یُحْجَبْ عَنْهَا شَیْءٌ مِنَ الْعَالَمِ

اور سب روحوں سے زیادہ قوی حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی روح پاک ہے۔ دنیا کی کوئی چیز آپ کی روح مبارک سے پوشیدہ نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مَا تَوَجَّهْتُ قَبْلَ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَرَءَيْتُهٗ حَاضِرًا وَّظَاهِرًا۔"

میں جس وقت بھی روضۂ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف متوجہ ہوا ہوں، میں نے آپ کو حاضر و ظاہر دیکھا ہے۔

مسئلہ حیات انبیاء علیہم السّلام: سوائے ملحدوں، دہریوں اور گروہ معتزلہ کے جملہ اہلِ اسلام انبیاء علیہم السّلام کی حیاتِ بعد از وصال کے قائل ہیں۔

قرآن مجید میں شہداء کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے فضل وکرم سے جو عطا کیا اس پر خوش ہیں۔

یہ مسلّمہ امر ہے کہ انبیاء علیہم السّلام شہداء سے افضل ہیں۔ جب شہدا زندہ

ہیں۔ زندوں کی طرح کھاتے پیتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ تو حیات انبیاء ان کی نسبت بدرجہا اولیٰ اور افضل ہے۔

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب صفحہ ۱۹۹-۲۰۰ مصنفہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

و باتفاق علما در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وفات، ہیچ شبہ نیست و ہمچنیں سائر انبیاء علیہ و علیہم السلام در قبور زندہ اند بحیاتے کامل تر و بحقیقت تراز حیاتِ شہداء کہ در کلام مجید از وے خبر دادہ است۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از وصال میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے (بلا شک و شبہ آپ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اور اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کی زندگی زیادہ کامل اور زیادہ حقیقت والی ہے بہ نسبت حیاتِ شہدائے کے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

آگے چل کر صفحہ ۲۰۱ پر ارقام فرماتے ہیں "حیات امثال علیہم السلام اخص و اکمل و اتم از حیات شہداء باشد چنانچہ مذہب مختار و متفق است۔"

انبیاء علیہم السلام کی زندگی بہ نسبت شہداء زیادہ خاص، زیادہ کامل اور زیادہ

تمام ہوتی ہے۔ یہی مذہب مختار و متفق ہے۔

حدیث شریف:۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ مَرَّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ (اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سرکار سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج شریف کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے (اس حدیث شریف کو مسلم نے بیان کیا)

جذب القلوب ص ۱۹۷ ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

از جملہ احادیث کہ مثبت حیات انبیاست صلوات اللہ علیہم ایں حدیث است کہ ابویعلی بنقل ثقات از روایت انس بن مالک مے آرد۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ....

منجملہ احادیث جن سے انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت ملتا ہے یہ ایک مستند حدیث شریف ہے جس کو ابویعلیٰ نے بنقل ثقات حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے حضور مالک کونین سید الثقلین صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم فرماتے ہیں "انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں"

جب شہداء اور انبیاء علیہم السلام باتفاق علماء اہل سنت و جماعت زندہ باجساد ہیں تو حضور سید الانبیاء والمرسلین کی حیات پاک کے متعلق کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب درثمین کے صـ۲ پر ارقام فرماتے ہیں:- الحدیث السابع عشر۔ اَخبَرَنِی سیّدی الوالدُ قَالَ اَخبرنی شیخی السیّد عبدالله القاری قَالَ حَفِظتُ القُراٰنَ علی قاری زاهد کَانَ یَسکُنُ فی البریة فَبینَا نَحنُ نتدارس القراٰن اذا جَاءَ نجومٌ مِنَ العرب یَقدمُهُم سیّدهم فاستمع قِراٰۃ القاری وَقَالَ بارک اللهُ ادّیت حقّ القراٰن ثُمّ رَجَعَ وجاءَ رَجُلٌ اٰخر بذالک الزّی فَاَخبَرَ اَنّ النّبیّ صَلّی اللهُ علیه وَسَلَّمَ اَخبَرَهُم البَارِحة انّهٗ سَیَذهَبُ اِلَی البریّة الفلانیة لِاستماع قِراۃ القاری هناک فعلمنا اَنّ السَّیّد الّذی کَانَ یقدمهم هُوَ النّبیّ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَد رَءَیتُهٗ بعینی هاتین وَاللهُ اَعلَمُ۔

ترجمہ: مجھ سے بیان کیا جناب والد نے کہ مجھے خبر دی میرے شیخ سید عبداللہ قاری نے کہ میں نے قرآن مجید قاری زاہد سے حفظ کیا جو جنگل میں رہتے تھے۔ اس اثنا میں کہ ہم قرآن مجید کا دور کر رہے تھے کہ ایک جماعت اہل عرب کی آئی۔ ان کا سردار ان کے آگے تھا۔ انہوں نے (یعنی سردار نے) قاری صاحب کی قرأت سنی اور فرمایا بارک اللہ تم نے قرآن شریف کا حق ادا کیا۔ پھر وہ تشریف لے گئے اور ایک صاحب اسی صورت میں آئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل شب کو ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ فلاں بیاباں میں قاری کی قرأت سننے کو تشریف لے جاویں گے پس ہم نے جانا کہ جو سردار قوم کے آگے آگے تشریف لائے تھے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور کہا عبداللہ قاری نے کہ میں نے آپ کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ روحی فرماتے ہیں:- اِنَّ عِلْمِی بَعْدَ مَوْتِی کَعِلْمِی فِی حَیَاتِی، تحقیق میرا علم بعد وصال (شریف) ایسا ہی ہے جیسا اس دنیوی حیات میں تھا۔

جذب القلوب صـ ۱۹۵: حدیث شریف۔ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ وَفَاتِی کَانَ کَمَنْ زَارَنِی فِی حَیَاتِی میفرمائد زیارت قبر من بعد از وفات حکم صحبت من دارد چوں در حین حیات۔ بنائے ایں حدیث

بر ثبوت و صحت حیاتِ حضرت سیّد کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) است۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ حج کرنے کے بعد کسی کا میرے مزار (اقدس) کی زیارت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اس نے ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شریف حضرت سرکائنات علیہ اکمل التحیات والتسلیمات کی حیات پاک کے ثبوت اور صحت پر دلالت کرتی ہے۔

اسی واسطے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "یا سیّد السّادات" حاضر و ناظر کا خطاب کرکے عرض کیا ہے "جئتُك قاصداً" میں دلی قصد کرکے آپ کے حضور آیا ہوں۔ "ارجُو رِضاك" آپ کی خوشنودی اور رحمت کا امیدوار رہوں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حیات نہ سمجھتے تو اس طرح خطاب نہ کرتے۔

آیاتِ قرآنیہ۔ احادیث شریفہ اور اقوالِ اکابر دین مندرجہ بالا پر اگر کسی کو یقین نہیں ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کے دل میں نورِ ایمان اور محبّت سیّد الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ مردہ دل ہیں وہی اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السّلام کی حیات کے منکر ہیں۔ اور اُن کی شان میں گستاخانہ اور بے باکانہ گفتگو کرنے کے عادی ہیں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

وَاللّٰہِ یَاخَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ
قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَا

ترجمہ: اے بہترین خلائق (جملہ کائنات اور موجودات سے افضل)
بخدا میرے پہلو میں ایک ایسا دل ہے جو آپ ہی کا شیفتہ ہے
اور آپ کی ذاتِ اقدس کے سوا کسی کا طلب گار نہیں ہے۔

بے حجابانہ درآ۔ از درِ کاشانہ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانہ ما (سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سبحان اللہ! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شہنشاہِ دوسرا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت ہے کہ سوختہ جانان اور دل بستگان کی طرح اپنے محبوب پاک کو راضی کرنے اور اپنی محبت کا یقین دلانے کے لئے اللہ کی قسم کھا کر عرض کر رہے ہیں۔

"اے ماہِ خوباں! بہترین مہترین خلائق میرا دل آپ پر فریفتہ ہے آپ کے سوا کسی دوسرے کی الفت کو یہاں گنجائش نہیں ہے۔"

نہ حور پہ مائل ہے نہ شیدا ہے پری کا!
دیوانہ ہے مدت سے دل اپنے نبی کا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

وَبِجَاهِكَ اِنِّیْ بِكَ مُغْرَمٌ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّیْ اَهْوَالَكَ

ترجمہ: آپ کی بزرگی اور بلند مرتبہ کی قسم میں آپ کا فریفتہ ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں آپ کا شیدائی ہوں۔

اس شعر میں بھی دیوانگانِ عشق کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علو مرتبت کی قسم کھا کر اپنی محبت کا اظہار فرما رہے ہیں اور اس سلسلہ الفت میں اللہ تعالیٰ کو شاہد بنا رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ شہنشاہِ دو جہاں مالکِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے۔ دلائل الخیرات میں حدیث شریف ہے اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ فرمایا خبردار ہوشیار ہو کر سن لو جس کے دل میں میری محبت نہیں وہ بے ایمان ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ مجھے اپنی جان، مال، اپنے بیٹے اور اپنے باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھتا ہو۔

یَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِی مَحَبَّتِیْ وَیَتَفَاوَتُوْنَ فِی الْکُفْرِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِیْ بُغْضِیْ۔ لوگوں کے ایمان میں اتنا ہی فرق ہے جتنا میرے ساتھ ان کی محبت میں فرق ہے۔ اور کفر میں بھی اسی قدر تفاوت ہے جتنا میرے ساتھ ان کے بغض میں تفاوت ہے۔ یعنی کامل محبت والا مومن کامل ہے اور ناقص محبت والا ناقص الایمان ہے۔ ہر شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے مطابق درجہ ایمان ملا ہے۔ اس طرح آپ سے بغض رکھنے والا بھی اپنے بغض کے مطابق کافر ہے۔ جتنا زیادہ بغض رکھنے والا ہے اتنا ہی بڑا کافر ہے۔

یہ حدیث شریف بلاشبہ لوگوں کے ایمان کی کسوٹی ہے۔ ہر زمانہ میں ہر قسم کے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ دورِ حاضرہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ تو ایسے اعلیٰ درجہ ایمان والے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی ان کے دلوں کی کلیاں کھل جاتی ہیں۔ اور بعض ایسے بدبخت اور بدعقیدہ ہیں کہ جہاں کسی نے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہا ان کے سینہ میں بغض کی آگ بھڑک اٹھی اور شرک و

کفر کے فتوے لگانے لگے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ اس حدیث پاک کے مضمون پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر اپنے ایمان کی خبر لیں۔

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ
كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرَىٰ لَوْلَاكَ

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ اقدس نہ ہوتی تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو جملہ کائنات ہی پیدا نہ ہوتی۔

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی بھیجی لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا لِأُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِي وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا تحقیق میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا کیا کہ جو عزت و عظمت آپ کی میرے نزدیک ہے وہ ان پر ظاہر کر دوں اگر آپ (حبیب پاک) نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ

مَا خَلَقْتُ النَّارَ جبرئیل علیہ السّلام نے میرے پاس حاضر ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو جنّت کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ کو نہ بناتا۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَہَاكَا

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کے چاند نے روشنی کا لباس آپ کے نور سے پہنا اور سورج بھی آپ کے نورِ حسن سے روشن ہے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ ثقلین باعثِ ایجادِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ انور اپنے نور سے پیدا کیا اور پھر اس نور سے کائنات کا ظہور کیا۔ احادیثِ صحیحہ میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا) وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ (تمام خلائق میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں)۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "دقائق الاخبار" میں ارقام فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرق روئے مبارک سے عرش، کرسی، لوح و قلم، چاند، سورج، ستارے اور جو کچھ آسمان میں ہے

پیدا ہوئے۔ سرِ اقدس کے عرق سے فرشتے۔ سینہ مبارک کے عرق سے انبیا ورسل۔ علمائے شہدا اور صلحا اور ابروئے پاک کے عرق سے جملہ اہلِ ایمان پیدا ہوئے ہیں۔

احادیث شریفہ سے بلاشبہ ثابت ہے کہ آپ کا نورِ انور تمام اشیائ کی اصل ہے نیز آپ کا لقب مبارک "اُمّی" ہے اور عربی میں لفظ "اُم" کے معنی اصل کے ہیں۔ مثلاً اُم القریٰ یعنی مکہ مکرمہ، اُم الکتاب (سورۃ فاتحہ) اُم الامراض (تمام بیماریوں کی اصل)، اُم الخبائث (تمام خبائث کی جڑ) وغیرہ وغیرہ۔ شاید کوئی بے ادب کسی کافر یا پلید جانور کی اصل کے متعلق اعتراض کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فروع کے احکام اور اثرات اصل پر جاری نہیں ہوتے مثلاً دوات میں سیاہی تمام حروف کی اصل ہے جب اُس سے قرآن پاک کے حروف بنتے ہیں تو حکم باری ہوتا ہے۔ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْن (کوئی پلید آدمی اس کو مت چھوئے) اور جس وقت اسی سیاہی سے یزید، نمرود، فرعون، قرن الشیطان، نجدی اور اسی قسم کے دیگر الفاظ لکھے جاتے ہیں تو قابلِ تعظیم نہیں ہوتے۔

> اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا رُفِعْتَ اِلَی السَّمَآءِ
> بِکَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَیَّنَتْ لِسُرَاکَا

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ جب شبِ معراج میں آسمان پر لے جائے گئے

تو آپ کی بدولت آسمان کو بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ اور آپ کے تشریف لانے سے مزیّن ہو گیا۔

أَنْتَ الَّذِي نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا
وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبِهِ وَحَبَاكَ

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو مرحبا کہہ کر پکارا، اور اپنے قرب کے لئے بلایا اور بخشا جو کچھ کہ بخشا۔

ان ہر دو مذکورہ اشعار میں معراج شریف کا ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی اور تمام عجائبات مشاہدہ کرائے۔ آسمان مزیّن کئے اور بہشت سجائے گئے، حور و غلمان ملائکہ، انبیاء ورسل دست بستہ بہر استقبال کھڑے تھے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السّلام نے خیر مقدم کیا۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السّلام، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السّلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السّلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السّلام، چھٹے پر حضرت موسےٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو شرفِ زیارت حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ جب مقام دنیٰ کے قریب پہنچے تو آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ اُدْنُ یَا حَبِیْبِیْ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) میرے حبیب بہترین خلائق قریب آئیے۔ مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَ
رَسُوْلِیْ (اللہ تعالےٰ نے فرمایا مرحبا اے میرے حبیب اور میرے رسول)
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ تفسیر حسینی میں ہے، ارشاد باری ہُوا۔ یا محمدﷺ اَنَا
وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی ذَالِكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ اے (پیارے
محمدﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں ہوں اور آپ ہو اور جو اس کے سوا
ہے میں نے آپ کی خاطر پیدا کیا ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام
نے عرض کی یَا رَبِّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوٰی ذَالِكَ تَرَكْتُ
لِاَجْلِكَ اے رب تو ہے اور میں اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے
تیری خاطر چھوڑا، گویا اس قسم کی راز و نیاز اور محبت کی باتیں ہوئیں جس کے
متعلق فرمایا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی (اس راز کی گفتگو کو اللہ و
حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم ہی بہتر جانتے ہیں)، جب اُمّت کا فکر دامن گیر
ہُوا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا میرے حبیب غم نہ کیجئے۔ لَكَ مَا سَاَلْتَ
ہم نے آپ کی درخواست منظور کی۔ بقول امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
اِنَّ الْجَنَّةَ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا وَعَلَى الْاُمَمِ
حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتُكَ فرمایا بے شک جنّت حرام ہے تمام انبیاء
پر جب تک آپ اس میں داخل نہ ہوں اور سب اُمّتوں پر حرام ہے جب
تک آپ کی اُمّت بہشت میں نہ جائے۔

أَنْتَ الَّذِیْ فِیْنَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً
لَبَّاکَ رَبُّکَ لَمْ تَکُنْ لِسِوَاکَ

ترجمہ: یہ آپ ہی کی شان ہے کہ جب آپ نے ہمارے بارے میں شفاعت کا سوال کیا تو آپ کے پروردگار نے پکار کر کہہ دیا۔ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی کا نہیں ہے۔

سبحان اللہ! دلکش طرزِ بیان اور سیدنا حضرت امام علیہ الرحمۃ کی عقیدت و محبت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں جب ہمارے آقا و مولا غمخوار اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم گنہگاروں کی شفاعت کے لئے جناب باری سے اذن طلب کیا تو اللہ تعالٰے نے انداز محبت میں پکار کر فرمایا پیارے جس طرح چاہو میں حاضر ہوں۔ کُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ سب لوگ میری رضا کے طالب ہیں اور میں آپ کی رضا چاہتا ہوں۔ بھلا یہ تو بتاؤ آپ کے سوا اور کوئی ہے بھی؟ جس کو شافع روزِ جزا ہونے کا بلند مرتبہ حاصل ہو۔ یہ علو مرتبت تو فقط آپ ہی کا حصہ ہے۔

لبّا کے معنی "لبّیك" کہنے کے بھی آیا کرتے ہیں۔ میدان عرفات میں حاجی لوگ پکار پکار کر اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہا کرتے ہیں بس سیدنا حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی تسلی کے لیئے پکار کر فرما دیا "حبیبی امت کی بخشش کا غم نہ کیجئے۔ آپ کے سوا کوئی دوسرا عہدہ شفاعت کے لائق نہیں"۔

از لی منکرین شفاعت کو تو معذور رکھیئے "چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند" لیکن وہ لوگ جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین بنتے ہیں اور اپنے تئیں حنفی ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کریں اور جھوٹی حنفیت سے توبہ کریں۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۳۸۶ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "انکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ بداں رفتہ اند" یعنی انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خوارج اور بعضے معتزلہ نے اختیار کیا۔

جھوٹے مدعیان حنفیت شفاعت کا انکار کرتے ہوئے عام طور پر حدیث دلیل پیش کیا کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض ترغیب و تاکید عمل کیلئے فرمائی ہے۔ وَیَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ اس حدیث کے متعلق شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں "اس حدیث میں نہایت ڈرانا اور مبالغہ ہے۔ ورنہ حضور کے اقربا جن کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے۔ ان کی فضیلت۔ بہشت میں داخل ہونا

اور شفاعت آں سرور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی گنہگاران امت کے لئے
چہ جائے اقربا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صحیح حدیثوں سے ثابت
ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فضیلت اور شفاعت کی حدیثیں اس کے بعد
وارد ہوتی ہوں۔ غرض حکم ہوا حضرت کو ڈرانے کا پس بجا لائے اس کو۔
ان لوگوں کے پیش نظر صرف یہی ایک حدیث پاک ہے نہ دوسری
احادیث میں ارشاد عالی ہے کہ حضور سیدہ خاتون جنت علیہا الصلوٰۃ والسلام
جنت میں پاک بیبیوں کی سردار ہیں۔ والحسن والحسین سیدا شباب
اھل الجنۃ اور سیدنا حضرت امام حسن وامام حسین علیہما السلام جوانانِ بہشت
کے سردار ہیں۔
شفاعت کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں جن میں سے صرف
چند ایک درج ذیل ہیں:-

حدیث شریف (مشکوٰۃ جلد چہارم باب الحوض والشفاعۃ) عَنْ
اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ
الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری
شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے (روا
ترمذی وابوداؤد ورواہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ (رواہ البخاری) فرماتے ہیں مالک دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ایک قوم آگ سے بسبب شفاعت (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکالی جائے گی اور بہشت میں ان کا نام جہنمی ہوگا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ ۔ ایک اور روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک جماعت میری اُمت میں سے بسبب میری شفاعت کے نارِ دوزخ سے نکالی جائے گی۔ ان کا نام جہنمی رکھا جائے گا۔

ترمذی کی حدیث شریف: فرماتے ہیں شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ .... كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ ۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے امام، ان کے خطیب اور ان کے شافع ہوں گے۔ منکرین شفاعت ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ جب انبیاء علیہم السلام بھی قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے محتاج ہوں گے تو انکار کرنے والوں کی کیا کیفیت ہوگی جبکہ وہ کس مپرسی کی حالت میں ہوں گے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا جس سے ہوسکے مدینہ پاک میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ طیبہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میرے روضہ اطہر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

جذب القلوب مصنفہ حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ فرماتے ہیں مالکِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہماری زیارت کو آئے اور سوائے شرف زیارت کے اور کوئی حاجت نہ ہو۔ یعنی محض زیارت کی نیت سے آئے قیامت کے دن اس کی شفاعت ہم پر لازم ہوگی۔

مدارج النبوۃ میں شیخ محقق محدث حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نائب مالک یوم الدین است۔ روز روز اوست وحکم حکم او۔ بحکم رب العالمین۔ یعنی قیامت کے دن یہ بات واضح ہوجائیگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب العالمین کے حکم سے بزرجہ اللہ تعالے کے نائب قیامت کے دن

کے مالک ہوں گے اور اس روز انہیں کا حکم چلے گا۔

ہم اہل سنّت جماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم گنہگاروں کے شافع روز جزا ہیں۔ بحمد اللہ ہم حق پر ہیں۔ آپ ہماری شفاعت ضرور فرماویں گے۔ منکرِ شفاعت بھی سچّا ہے کیونکہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِھَا لَمْ یَکُنْ مِّنْ اَھْلِھَا۔ ہماری شفاعت حق ہے۔ لیکن جس کو اس پر یقین نہیں وہ اس کے لائق نہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَا

ترجمہ

آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنی لغزش کے بارے میں آپ کو وسیلہ ٹھہرایا تو کامیاب ہوئے۔ حالانکہ وہ آپ کے جدّ بزرگوار ہیں۔

طبرانی وحاکم وابو نعیم وبیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت آدم

علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور وہ فکر توبہ میں حیران و پریشان تھے تو اسوقت انہیں یاد آیا کہ جب میں نے بوقت پیدائش سر اٹھایا تو عرش پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) لکھا ہوا دیکھا۔ آپ نے اپنے دعائیہ کلمات رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ...... الخ کے ساتھ یہ عرض کیا اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ۔ الٰہی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقہ میں میری خطا معاف فرما۔ ارشاد ہوا تو نے (جناب) محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو کس طرح پہچانا؟ عرض کی جب تو نے مجھے ید قدرت سے بنایا اور مجھ میں روح ڈالی۔ میں نے سر اٹھایا تو ساقِ عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکتوب پایا۔ میں نے جان لیا کہ جس ذاتِ پاک کا نام مبارک اللہ نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہے۔ پس ارشاد ہوا صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّهٗ اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اَمَا اِذَا سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا غَفَرْتُ لَكَ وَمَا خَلَقْتُكَ۔ اے آدم (علیہ السلام) تو نے سچ کہا۔ بے شک وہ مجھے ساری خلقت سے محبوب ہیں۔ اب چونکہ تو نے ان کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے سوال کیا ہے۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ تیری بخشش فرماتا۔

وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ
بَرْدًا وَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَا!

ترجمہ: اور آپ ہی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے دعا کی تو ان کی آگ سرد ہو گئی۔ اور آپ کے جمال کے نور سے بجھ گئی۔

وہ نورِ انور جو باعثِ ایجادِ کونین ہے جب حضرت آدم علیہ السّلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا تو حضرت آدم علیہ السّلام کو مسجودِ ملائک بنایا گیا وہی نور منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی پیشانی میں جلوہ فرما ہوا تو یہ واقعہ پیش آیا۔ نمرود نے ایک بڑی آگ جلائی جس کی تپش سے ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی جل جاتے تھے لیکن شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ روشن کی برکت سے آگ سرد ہو گئی اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بندش کے سوا کچھ نہ جلا سکی۔

وَدَعَاكَ اَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ!
فَاُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَا!

ترجمہ: اور حضرت ایوب علیہ السّلام نے اس مصیبت اور سختی میں

آپ کو پکارا جو انہیں پہنچی تھی۔ پس جس وقت انہوں نے آپکو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا ان کی مصیبت جاتی رہی۔

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو تمام نعمتوں سے مالامال کیا۔ حسن صورت بھی۔ کثرت مال اور کثرتِ اولاد بھی۔ ایک بڑی بھاری آزمائش میں ڈالے گئے، ہزارہا بکریاں اور اونٹ جو آپ کی ملکیت تھے مر گئے۔ باغات اور کھیتیاں تباہ ہو گئیں۔ فرزند اور اولاد مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ آپ پھر بھی اللہ کی حمد بجالاتے اور شکر ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ خود بھی بیمار ہو گئے تمام جسم میں آبلے پڑ گئے۔ بدن اطہر زخموں سے بھر گیا۔ سوائے آپ کی بی بی صاحبہ کے سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بھاری مصیبت اور ابتلا میں جب آپ نے غمخوار امتاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو امداد کے لیے پکارا تو فوراً ہی مصیبت زائل ہو گئی۔ یاد کرنا ہی تھا کہ سارے غم غلط ہو گئے۔

مذکورہ بالا اشعار میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے عقائد کی مکمل تردید فرما دی ہے جو غائبانہ ندا اور استمداد کے منکر ہیں۔ آپ نے صراحتاً فرما دیا ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے (آپ کی ولادت شریف سے قبل) غائبانہ استمداد کرتے چلے آئے ہیں۔ اور آپ ان کی غائبانہ امداد فرماتے رہے ہیں۔ غائبانہ استمداد اور امداد از مقربان خدا کا منکر بلاشبہ بدعقیدہ اور فرقہ ضالہ سے تعلق رکھنے والا ہے، اگر حنفی کہلاتا ہے تو حنفیت کا جھوٹا دعویدار ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے بالکل برعکس ہے۔ ایسے شخص کی صحبت سے بچنا ازبس ضروری ہے۔

وَبِكَ الْمَسِيْحُ اَتٰى بَشِيْرًا مُّخْبِرًا
بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا بِعُلَاكَا

ترجمہ: اور یہ آپ ہی کی ذاتِ بابرکات ہے جن کے متعلق حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے آکر خوشخبری دی حضور کے حُسن وجمال کے اوصاف بیان کئے اور آپکے علوشان ومرتبہ کی مدح سرائی کی۔

قرآن پاک میں ہے۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بشارت سنائی کہ میرے بعد ایک نہایت برگزیدہ اور اولوالعزم رسول تشریف فرما ہوں گے۔ ان کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَكَذَاكَ مُوسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِكَ فِي الْقِيَامَةِ يَحْتَمِي بِحِمَاكَ

ترجمہ: اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ دنیا میں آپ کا وسیلہ پکڑا اور قیامت میں بھی آپ کے ظلِ حمایت میں پناہ لیں گے۔

چوں نشانش نگاہِ موسیٰ کرد
امتی شدنش تمنا کرد

موسیٰ علیہ السلام اگرچہ اولو العزم اور بلند پایہ مرسل ہیں۔ لیکن جب انہوں نے سالارِ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارک ملاحظہ فرمائی تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں عرض کی الٰہی مجھے بھی ان کا امتی بنا دے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تحت تفسیر آیۂ کریمہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا...... ارقام فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الواحِ تورات عطا فرمائیں تو آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جناب باری میں عرض کی الٰہی جو کرم نوازی آپ نے مجھ پر فرمائی ہے مجھ سے پہلے کسی کو ایسی کرامت سے سرفراز نہیں فرمایا۔ جواب ملا موسیٰ علیہ السلام تمہارے دل کو سب نبیوں سے زیادہ تواضع

کرنے والا پایا۔ اس لئے تمہیں کلام و رسالت کا شرف بخشا۔ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ وَمُتْ عَلَی التَّوْحِیْدِ وَحُبِّ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پس لو جو میں نے تمہیں عطا فرمایا اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور میری توحید اور میرے حبیب حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت پر مرو۔ موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی الٰہی وہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں جن کی محبت اور تیری توحید لازم و ملزوم ہیں۔ ارشاد ہوا وہ میرے حبیب لبیب ہیں۔ جن کا اسم گرامی زمین و آسمان پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے عرش پر لکھا موسیٰ علیہ السّلام اگر میرا قرب چاہتے ہو تو ان پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے دوبارہ عرض کی الٰہی مجھے آگاہ فرمائیے کہ وہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ جن کے بغیر تیرا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ خطاب آیا لَوْلَا مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلَ وَلَا النَّھَارَ وَلَا مَلَکًا مُّقَرَّبًا وَّلَا نَبِیًّا مُّرْسَلًا وَّلَا اِیَّاکَ اگر (حبیبی حضور) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں جنت، دوزخ، سورج، چاند، دن اور رات۔ ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین کسی کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اور موسیٰ علیہ السّلام نہ تجھے ہی بناتا۔

ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی۔ اِنَّہٗ مَنْ لَقِیَنِیْ وَھُوَ جَاحِدٌ بِاَحْمَدَ اُدْخِلُہُ النَّارَ جو میری جناب میں آئے گا درحالیکہ وہ منکر ہو (میرے حبیب حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ میں اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔ قَالَ یَا رَبِّ وَمَنْ اَحْمَدُ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْہُ کَتَبْتُ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِنَّ الْجَنَّۃَ مُحَرَّمَۃٌ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ حَتّٰی یَدْخُلَھَا ھُوَ وَاُمَّتُہٗ قَالَ وَمَنْ اُمَّتُہٗ قَالَ الْحَمَّادُوْنَ ...... الخ

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں؟ فرمایا میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک ان سے زیادہ عزت والی ہو۔ زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ جنت تمام مخلوق پر حرام کر دیا گیا ہے۔ جبتک وہ (محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی امت داخل نہ ہوں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ان کے امتی کون ہیں۔ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والے ہیں اور ان کے دیگر اوصاف بیان کئے۔ قَالَ اجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْکَ الْاُمَّۃِ قَالَ نَبِیُّھَا مِنْھَا قَالَ اجْعَلْنِیْ اُمَّۃَ ذٰلِکَ

النَّبِیِّ قَالَ اُسْتَقْدَمُتَ وَاسْتَاخَرَ وَلٰکِنْ سَاَجْمَعُ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ فِیْ دَارِ الْخُلْدِ عرض کی مجھے اس اُمّت کا نبی بنا دے۔

فرمایا ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی مجھے اس نبی مکرّم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم، کا اُمّتی بنا دے۔ فرمایا تیرا زمانہ پہلے ہے اور وہ اخیر میں آئیں گے۔ البتہ تمہیں اور ان کو جنّت الفردوس میں جمع کر دوں گا۔

المختصر: حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک جملہ انبیاء علیہم السّلام آپ کے خوشہ چین ہیں۔ سب نے بوقت مصیبت حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنی نجات کا وسیلہ بنایا۔ اور قیامت میں بھی آپ ہی کا وسیلہ پکڑیں گے۔

> وَالْاَنْبِیَاءُ وَکُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی
> وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَا

ترجمہ: جملہ انبیاء و رسل اور ساری مخلوق، فرشتے اور سلاطین (قیامت کے دن) آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(مشکوٰۃ شریف) حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں:۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ

وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ وَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي۔
قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور یہ فخریہ بات نہیں ہے۔ اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ ازراہِ فخر نہیں فرماتے۔ اور اس دن آدم علیہ السّلام اور ان کے علاوہ جتنے نبی ہیں سب کے سب میرے علم کے نیچے ہوں گے۔

حاکم و بیہقی عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی ہیں۔ حضور شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ تَحْتَ لِوَائِي۔ قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور کچھ فخر سے یہ بات نہیں فرماتے ہر شخص اس روز میرے ہی زیرِ علم ہوگا۔

مختلف احادیث میں کہیں انا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ (تمام بنی آدم کے سردار) کہیں سیّدُ العالمین اور کہیں أَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّينَ فرمایا ہے۔

نوٹ:۔ دورِ حاضرہ میں اکثر لوگ حنفی کہلاتے ہیں اور احناف کی طرح بغیر رفع یدین نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ مگر جب کسی جگہ حنفی اور وہابی کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہابیوں کی طرفداری اور ہمنوائی کرتے ہیں۔ اور ان کے عقائد کی حمایت کرتے ہیں ایسے مذبذبین کو چاہیئے کہ بچشمِ انصاف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (جنکے نام پر حنفی کہلاتے ہیں) کے عقائد کا مطالعہ

کے اپنے عقائد باطلہ کی اصلاح کریں یا جھوٹی حنفیت کا دعوےٰ ترک کر دیں۔
سیّد الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان تو نرالی ہے
باقی انبیاء علیہم السّلام کو بھی اپنے جیسا سمجھنا کفّار کا شیوہ تھا۔

لَكَ مُعْجِزَاتٌ اَعْجَزَتْ كُلَّ الْوَرٰى
وَفَضَائِلٌ جَلَّتْ فَلَيْسَ تُحَاكَا

ترجمہ:- آپ کے ایسے معجزات ہیں جنہوں نے تمام مخلوق کو عاجز کر دیا
اور ایسے فضائل جلیلہ ہیں جو بیان نہیں ہو سکتے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

(مشکوٰۃ) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَامِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِیٍّ
اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا
كَانَ الَّذِیْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ
اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم
شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ انبیاء میں سے کوئی نبی

ایسا نہیں مگر یہ کہ معجزات میں سے اسے معجزہ عطا کیا گیا کہ جس کی صفت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مجھے جو معجزہ عطا ہوا وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے۔ اس لیئے میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت بلحاظ اُمت ان سے زیادہ ہوں گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو ان کے وقت کے مطابق معجزات عطا ہوئے جو ان کے زمانہ تک ہی مخصوص رہے۔ ان کے بعد منقطع ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا اور عصا کا معجزہ عطا ہوا۔ کیونکہ اس وقت جادو کا غلبہ تھا۔ ان کا معجزہ جادو پر غالب آیا۔ مُردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملا کہ اس زمانہ میں طِب کا زور تھا۔ ان کا معجزہ طب پر حاوی ہوا۔ الغرض جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات حِسّی تھے۔ جن کو فقط حاضرین وقت نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا اس کے بعد معدوم ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عطا فرمایا ہے جو تا قیامت باقی رہے گا۔ اور لوگ پڑھ کر ہدایت پاتے رہیں گے۔

جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبیوں کے سے حسی معجزات طلب کیئے تو باری تعالےٰ نے فرمایا۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ کیا اُن کو کافی نہیں کہ ہم نے اتاری آپ پر (اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب جو اُن پر پڑھی جاتی ہے یعنی ہم نے آپ کو قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عظیم عطا فرمایا ہے کہ اس کی موجودگی میں دوسرے معجزات کی ضرورت نہیں۔ جو کفّار بوجہ اپنے تعصّب اور عناد آپ سے طلب کر رہے ہیں۔

کفّارِ عرب میں بڑے بڑے فصحا اور بلغا موجود تھے جس وقت ہمارے آقا و مولا شہنشاہِ عرب اُمّیؐ لقب صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی نبوّت کے ثبوت میں یہ کتاب پیش کی، تو اس کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر انگشت حیرت بدنداں ہو گئے۔ ان کی عقلیں چکرا گئیں۔ آپ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (اگر تم کو کلامِ الٰہی میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ) قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ (حبیب پاک فرما دیجئے کہ اگر انسان اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اِس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو) باوجود ان کھلے اعلانوں کے چھوٹی سے چھوٹی سورہ کے معارضے سے عاجز آ گئے اور انہیں ماننا

پڑا۔ ماھذاقول البشر۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جمیلہ اور خصائل حمیدہ بیان سے باہر ہیں۔ بمصداق کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ان میں سے بعض کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ جن کا مداح اللہ تعالےٰ ہو۔ جن کا خلق قرآن کریم ہو اُن کے اوصاف واخلاق انسانی دماغ کس طرح احاطہ تحریر میں لاسکتا ہے۔

لایمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مذکورہ شعر میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات واضح کرتے ہوئے کہ آپ کے معجزوں نے تمام مخلوق کو عاجز کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ایک معجزات کا ذکر فرمایا ہے۔

نَطَقَ الذِّرَاعُ بِسَمِّهٖ لَكَ مُعْلِنًا
وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّاكَ حِيْنَ اَتَاكَا

ترجمہ: بکری کے شانہ نے علی الاعلان کہہ دیا کہ میں زہر آلود ہوں اور گوہ جب حاضر خدمت ہوئی تو اس نے لبیک کہی۔

(مشکوٰۃ شریف) باب فی المعجزات) اہل خیبر سے ایک یہودیہ عورت

مسمّات زینب زوجہ سلاّم بن شکم اور مرحب کی بھاوجہ نے بکری کا گوشت بھون کر اس میں زہر ملا دی اور بطور ہدیہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے اس میں سے بازو اٹھایا اور تناول فرمانے لگے۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی آپ کے ساتھ کھا رہے تھے کہ اس دوران میں آپ نے فرمایا کہ ہاتھ روکو اور یہ گوشت نہ کھاؤ۔ اس یہودیہ کو بلا بھیجا جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ تو نے اس گوشت میں زہر ملا دیا ہے۔ اس نے عرض کی آپ کو کس نے خبر دی ہے آپ نے فرمایا اس بکری کے بازو نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ یہودیہ نے کہا ہاں میں نے اس میں زہر ملا دیا ہے۔ بدیں خیال کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو زہر اثر نہ کرے گی۔ . . . . آپ نے اس یہودیہ کو اپنی طرف سے تو معاف فرما دیا۔ مگر جب اس زہر کے سبب سے ایک صحابی انتقال فرما گئے تو قصاص میں اس کو قتل کر دیا گیا۔ . . . . الخ

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ ایک اعرابی گوہ کا شکار کر کے لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے آپ کے سامنے ڈال کر اعرابی نے عرض کی "اگر یہ گوہ آپ کی تصدیق کرے تو میں ضرور آپ پر ایمان لے آؤں گا" آپ نے اس

کو مخاطب کر کے بلایا۔ اس نے بزبانِ فصیح لبیک کہی یا رسُول اللہ میں خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہوں فرمائیے۔

سب اہلِ مجمع نے اس کی آواز سنی۔ مختصراً آپ نے اس سے دریافت فرمایا "میں کون ہوں"۔ اس نے عرض کی آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّٖن ہیں (صلی اللہ علیہ وسلّم) آپ کی تصدیق کرنے والا فلاح پانے والا ہے اور تکذیب کرنے والا خاسر وخائب ہے۔ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ۔ اعرابی نے جب یہ کلمات سُنے تو مسلمان ہو گیا۔

وَالذِّئْبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ اَتَتْ
بِكَ تَسْتَجِيْرُ وَتَحْتَمِيْ بِحِمَاكَ

ترجمہ: بھیڑیا، نیز ہرنی آپ کی حمایت کے طالب اور آپ سے پناہ کے خواستگار ہو کر حاضرِ خدمت ہوئے۔

(مشکوٰۃ شریف۔ باب فی المعجزات) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا اور ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے بھیڑیئے کا تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ اس سے بکری چھڑالی۔ پس بھیڑیا ایک ریت کے ٹیلے پر چڑھ گیا اور کُتے کی مانند اپنے چوتڑوں پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی دم کو اپنے پاؤں کے درمیان

کر لیا۔ اور بولا میں نے رزق کا قصد کیا جو اللہ تعالےٰ نے مجھے دیا۔ پھر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا "بخدا آج کی طرح میں نے کسی دن بھیڑیئے کو کلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا" بھیڑیا بولا اس سے زیادہ عجیب ایک صاحب (جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حال ہے جو نخلستان میں دو حرّہ (سنگلاخ زمینوں) کے درمیان (مدینہ منوّرہ میں) تم لوگوں کو خبر دے رہے ہیں۔ جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے اور لوگ آنجناب اُمّیؐ لقب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے اس واقعہ کی اطلاع دی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا۔ اس قسم کے امور علاماتِ قیامت سے ہیں عنقریب ایک آدمی اپنے گھر سے نکلے گا پس وہ واپس نہ آئے گا حتےٰ کہ اس کے ہر دو نعل اور اس کا کوڑا بتائے گا کہ اس کے اہل خانہ نے اس کی غیر حاضری میں کیا عمل کیا ہے۔

(نوٹ) بھیڑیا ایک وحشی جانور شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علم غیب کی شہادت دے مگر ضدّی اور بدبخت انسان اُمّتی ہو کر آپ کے علم غیب کا انکار کرے۔ (افسوس)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي صَحْرَاءَ فَنَادَتْهُ ظَبْيَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) قَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَتْ صَادَنِيْ هٰذَا الْاَعْرَابِيُّ وَلِيْ خِشْفَانِ فِيْ ذَالِكَ الْجَبَلِ فَاَطْلِقْنِيْ حَتّٰى اَذْهَبَ فَاُرْضِعَهُمَا وَاَرْجِعَ۔ قَالَ اَوَتَفْعَلِيْنَ؟ قَالَتْ نَعَمْ۔ فَاَطْلَقَهَا فَذَهَبَتْ وَرَجَعَتْ فَاَوْثَقَهَا فَانْتَبَهَ الْاَعْرَابِيُّ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ حَاجَةٌ؟ قَالَ تُطْلِقُ هٰذِهِ الظَّبْيَةَ فَاَطْلَقَهَا۔ فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ فِي الصَّحْرَاءِ وَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل میں تھے پس ایک ہرنی نے آپ کو پکارا "یا رسول اللہ" (صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا کیا چاہتی ہے؟ اس نے عرض کی اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں ان دونوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں۔ آپ نے فرمایا "کیا واپس آجائے گی؟" اس نے عرض کی۔ "حضور ضرور" پس آپ نے اس کی رسّی کھول دی۔ وہ چلی گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ آپ نے اس کو پھر رسّی سے باندھ دیا۔ اعرابی

سویا ہوا تھا جب نیند سے بیدار ہوئے آپ نے اسے دیکھا) تو عرض کی "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے لئے کوئی ارشاد ہے فرمایا - اس ہرنی کو چھوڑ دے جب اس نے تعمیل ارشاد کی تو وہ یہ کلمات کہتی ہوئی جنگل کی طرف دوڑ گئی - اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

مقامِ حیرت ہے، کہ غیر ذوی العقول حیوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مشکلکشا، غمخوار، حامی و مددگار جانیں اور ذاتِ اقدس کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کریں - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم گرفتارِ بلا ہیں ہماری مشکل کشائی فرمایئے مصیبت سے نجات دلوایئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کی اعانت و امداد فرما کر ان کی مصائب اور تکالیف رفع فرما دیں - جمادات حیوانات اور اشجار آپ کے سامنے جھک جائیں اور سجدۂ تعظیم بجا لائیں ان کے برعکس وہ لوگ جو عقلِ سلیم رکھتے ہیں - نیز اُمتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں "یا رسول اللہ" کہنے کو شرک جانیں - آپ سے استمداد کرنے والوں کو مشرک گردانیں - آپ کے علمِ غیب کے متعلق غلط پراپگنڈا کریں - شفاعتِ کبریٰ کا انکار کریں - اولیاء اللہ سے عقیدت رکھنے والوں کو قبر پرست کہیں، اور بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ -

ھمسری با انبیاء برداشتند   اولیا را ہمچو خود پنداشتند

انبیاءً علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھیں، ہاں ہم اپنے تئیں پکے مسلمان اور اصلی حنفی ظاہر کریں، افسوس ہے ایسے لوگوں کی عقل و دانش پر۔

نوٹ: اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس جنگل میں کوئی بد عقیدہ شخص موجود نہ تھا۔ ورنہ ہرنی پر ضرور شرک کا فتوے لگاتا۔ کہ اس نے اللہ تعالےٰ کو امداد کے لیئے نہیں پکارا۔ اور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی۔

وَکَذَا الْوُحُوْشُ اَتَتْ اِلَیْکَ وَسَلَّمَتْ

وَشَکَا الْبَعِیْرُ اِلَیْکَ حِیْنَ رَاٰکَ

ترجمہ: اور اسی طرح وحشی جانور بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ اور اونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کے پاس شکایت کی۔

(مشکوٰۃ شریف، باب المعجزات) حضرت یعلی ابن مُرّہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے، کہ ایک سفر میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ناگہاں ایک اونٹ پر گذر ہوا جس پر پانی کھینچا جاتا تھا۔ اس نے جب غمخوارِ کل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذات مبارک کو دیکھا تو آواز کی پھر سر زمین پہ رکھ دیا۔ آپ ٹھہر گئے اور دریافت فرمایا اس کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضرِ خدمت ہُوا۔ آپ نے فرمایا اس اونٹ کو ہمارے پاس بیچ دے۔" اس نے عرض کی "حضور (صلی اللہ علیک وسلّم) میں آپ کے لیئے اس کو ہبہ کرتا ہوں۔ المختصر آپ نے فرمایا "ہمارا مقصد خریدنے کا نہیں بلکہ اس کی تکلیف رفع کرنے کا ہے۔ یہ شکایت کرتا ہے کہ "مجھے چارہ کم دیا جاتا ہے اور کام زیادہ لیا جاتا ہے۔" آپ نے فرمایا۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ چارہ زیادہ دو اور کام کم لو۔"

نوٹ:۔ استمداد از بزرگانِ عظام کو شرک کہنے والو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔ ہوش سنبھالو! خود ساختہ شرک کو چھوڑ دو! پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ کیا تمہارے نزدیک وہ وحوش وطیور بھی مشرک ہیں جنہوں نے اللہ کا دروازہ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی ہے۔ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ بے ادب انسان (حیوان ناطق) ان حیوانات اور وحوش وطیور سے بدتر اور کمتر ہے جو اپنے مولا سرورِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان کو پہچان کر ان سے فریاد رسی کرتے ہیں اور یہ انسان ہو کر اپنے آقا کا دامنگیر بننا گناہ سمجھتا ہے۔ حیف صد حیف۔

زاہدا نازاں ہے تو اعمال پہ ہم کو کافی ہے شفاعت آپکی
ہے بھروسہ تجھ کو اپنے زہد کا عاصیوں کو بس حمایت آپکی

وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْكَ مُطِيْعَةً
وَسَعَتْ اِلَيْكَ مُجِيْبَةً لِنِدَاكَا

ترجمہ: آپ نے درختوں کو بلایا۔ وہ سب کے سب فرمانبردار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ اور آپ کی آواز (مبارک) کا جواب دینے کے لئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے۔ ایک سفر میں ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی آپ کے سامنے آیا جب وہ قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں نیز ہماری رسالت کی شہادت دیتا ہے؟ اس نے عرض کی جو کچھ آپ فرما رہے ہیں اس پر کون شاہد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ درخت سلم یعنی یہ کیکر کا درخت گواہی دیگا۔ پس آپ نے اسے بلایا درحالیکہ آپ وادی کے کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے تین بار اس سے گواہی طلب فرمائی اور درخت نے تین بار شہادت دی کہ واقع میں ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یعنی آپ رسول

ربّ العالمین ہیں۔ پھر وہ درخت جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے۔ ایک اعرابی حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی: "میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں" (شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے فرمایا (اس دلیل سے جان لے) اگر میں اس کھجور کے درخت میں سے اس خوشہ کو بلاؤں اس حال میں کہ وہ ہماری رسالت کی گواہی دے" پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کو بلایا، وہ خوشہ کھجور سے اترنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف زمین پر گرا۔ آپ نے فرمایا واپس چلا جا۔ پس وہ وہیں چلا گیا، جہاں سے آیا تھا۔ وہ اعرابی اسلام لے آیا۔ (رواہُ الترمذی وصححہ)

نُطْقُ الْحَجَرِ، سَعْتِ الشَّجَرِ، شَقُّ الْقَمَرِ، بِاِشَارَتِہٖ

نوٹ:

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں لیکن بخوفِ طوالت انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ کا حکم اور بلندیٔ شانِ حجر و شجر، شمس و قمر، زمین و آسمان سب مانتے اور جانتے ہیں۔ اگر کسی نے شانِ اقدس کو نہیں جانا پہچانا تو وہ بدبخت، بےنصیب، بدعقیدہ انسان ہے۔

وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَيْكَ وَسَبَّحَتْ
صُمُّ الْحَصٰی بِالْفَضْلِ فِیْ یُمْنَاکَا

ترجمہ: اور پانی جاری ہوا آپ کی (مبارک ہتھیلیوں (یعنی انگلیوں) سے
اور سخت کنکریوں نے آپ کے داہنے دست مبارک میں تسبیح کہی

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام) حضرت سالم بن ابی الجعد
حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن
لوگوں کو پیاس لگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی کی ایک چھاگل
تھی جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ پس لوگ پانی کے لئے آپ کی طرف
دوڑے آپ نے فرمایا۔ آپ لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کی کہ حضور
آپ کی چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے
نہ پینے کو۔ آپ نے اپنا دست مبارک اپنی چھاگل پر رکھا پس آپ کی انگلیوں
سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ پس ہم نے پیا۔ وضو کیا۔ میں نے
حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اس دن کتنی
تعداد میں تھے۔ انہوں نے فرمایا ہم ڈیڑھ ہزار آدمی تھے۔ اگر ایک لاکھ
بھی ہوتے پھر بھی وہ پانی سب کو کفائت کرتا۔

چونکہ اختصار مطلوب ہے، اس لئے صرف ایک مذکورہ بالا حدیث پر

کفایت کی جاتی ہے ورنہ اس قسم کا معجزہ کئی بار مختلف مقامات پر جماعت کثیرہ کے سامنے ظہور میں آیا جس کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے۔

وَعَلَيْكَ ظَلَّلَتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَرٰى
وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلٰى كَرِيْمِ لِقَاكَا

ترجمہ: اور مخلوق میں بادل نے صرف آپ ہی پر سایہ کیا۔ اور کھجور کا تنہ (ستونِ خانہ) آپ کی مقدس ملاقات کے لئے زار و قطار رونے لگا۔

(ارباب احادیث ابنِ سعد، ابو نعیم وغیرہ) ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ بوقت دوپہر بھیڑوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے حضرت دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تلاش میں باہر گئیں۔ آپ کو شیما کے ساتھ پایا۔ فرمایا "ایسی تپش میں؟" شیما نے جواب دیا "اماں جان فکر نہ کیجئے۔ میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی۔ ان کے سر مبارک پر بادل کا سایہ تھا جب آپ چلتے بادل بھی چلتا جب آپ ٹھہر جاتے بادل بھی ٹھہر جاتا حتیٰ کہ ہم یہاں آپہنچے ہیں"۔

وَالْجِذْعُ (مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت

خطبہ پڑھا کرتے تو تنہ کھجور کے ایک ستون کے ساتھ تکیہ لگایا کرتے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وقت مبارک میں مسجد کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے) جب منبر بنایا گیا اور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو وہ ستون گریہ وزاری کرنے لگا۔ قریب تھا کہ آپ کے فراق سے پھٹ جائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر سے اترے اور اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کو پکڑا اور گلے سے لگایا۔ وہ ایک بچے کے مانند ہچکیاں لیتا اور نالہ کرتا تھا۔ جس طرح رونے والے بچے کو چپ کرایا جاتا ہے اسی طرح آپ نے پیار و محبت سے اس ستون کی تسلّی فرمائی۔ حتے کہ وہ خاموش ہو گیا۔ (اور آرم پکڑا اروایت کیا اس کو بخاری نے)

بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر اس کی دلجوئی نہ کرتے اور اس کو پکڑ کر گلے سے نہ لگاتے تو قیامت تک آپ کی فرقت میں گریاں و نالاں رہتا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت یہ حدیث شریف پڑھتے تو زار زار روتے اور فرماتے "اے بندگانِ خدا چوب خشک حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے فراق میں روئے اور چلائے اور تم انسان ہو کر آپ کی محبّت اور شوقِ لقا میں آنکھوں سے گریہ عشق جاری نہ کرو۔ اس خشک

لکڑی کی نسبت تم پر زیادہ حق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار پُرانوار کے لئے ہر وقت بے چین اور مضطرب رہو۔"

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اُستنِ حنانہ از ہجرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ناله می‌زد ہمچو اربابِ عقول!
در میانِ مجلسِ وعظ آنچناں کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں،
در تحیر ماندہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کز چہ مینالد ستون با عرض و طول،
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں گفت جانم از فراقت گشتہ خوں
از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں چوں نہ نالم بے تو اے جانِ جہاں
مسندت من بودم از من تاختی، بر سرِ منبر تو مسند ساختی،
پس رسولش گفت کاے نیکو درخت اے شدہ با سّر تو ہمراز بخت
گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
یا در آں عالم حقت سروے کند تا تر و تازہ بمانی تا ابد
گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں
تاچو مردم حشر گردد یوم دیں

ستونِ حنانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں انسانوں کی طرح باآوازِ بلند اس قدر رویا اور چلایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حیرت زدہ

ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "اے ستون! تو کیا چاہتا ہے؟" عرض کی "حضور! آپ کے ہجر میں میری جان جل گئی اور میرا دل خون ہو گیا ہے۔ آپ مجھ سے تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اب آپ نے منبر کو اپنی مسند بنا لیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے آپ نے اس کو دلاسا دیا اور فرمایا "اگر تیری مرضی ہو تو تجھے کھجور کا درخت بنا دیا جائے۔ جملہ اہلِ مشرق و مغرب تجھ سے میوہ چنیں یا اس عالم میں اللہ تعالےٰ تجھے سرو بنا دے کہ ہمیشہ سرسبز رہے۔" اس نے عرض کی "سرکار! میں دائمی بقا چاہتا ہوں" چنانچہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ اس کو منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ اور قیامت کے دن اس کا حشر و نشر انسانوں کی طرح ہو گا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ اے غافل انسان! ہماری بات کان کھول کر سن۔ اس خشک لکڑی سے سبق سیکھ جس نے شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گریہ و نالہ کر کے اپنی عاقبت سنوار لی۔ تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور محبت میں اپنی آنکھوں سے چشمہائے آب بہا۔ شاید تیرا نصیبہ جاگ اٹھے اور قدم اطہر پر سرِ نیاز رکھنے کا شرف تجھے بھی حاصل ہو جائے۔

وَكَذَاكَ لَا اَثَرٌ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرٰى
وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهٖ قَدَمَاكَا

ترجمہ: اور اسی طرح آپ کے چلنے کا نشان زمین پر نہ ہوتا تھا۔

اور بسا اوقات آپ کے قدم مبارک پتھر میں اتر گئے

یہ روشن معجزہ محتاجِ بیان نہیں اکثر کتب سیر میں مذکور ہے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان زمین پر نہ ہوتا اور جب آپ کسی پتھر پر چلتے تو موم ہو جاتا اور اس پر آپ کے پاؤں مبارک کا نشان ہو جاتا۔

وَشَفَیْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ اَمْرَاضِهٖ
وَمَلَأْتَ کُلَّ الْاَرْضِ مِنْ جُوْدٍ وَّاکَا

ترجمہ: اور آپ نے تمام مریضوں کو بیماریوں سے شفا عطا فرمائی اور اپنی جود وسخا سے تمام روئے زمین کو بھر دیا۔

وَشَفَیْتَ :- یہ امر مسلمہ ہے کہ حضور شہنشاہِ کونین سَیِّدُ الثَّقَلَیْن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس دافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ہے سوائے چند غیر عقیدہ لوگوں کے جملہ مسلمانانِ عالم بموجب ارشاد خداوندی آپ کو رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن مانتے ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ رحمت دافع بلا و زحمت ہوا کرتی ہے۔ آپ نے نہ صرف ظاہری امراض کا علاج فرمایا بلکہ باطنی اور روحانی بیماریوں کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا۔ سنن ابن دارمی میں جُبَیر ابن نُفَیر ابن داری سے ہے۔ مالکِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَقَد

جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ اِلَیْکُمْ لَیْسَ بِوَھِنٍ وَّلَا کَسِلٍ لِیُحْیِیَ قُلُوْبًا غُلْفًا وَیَفْتَحَ اَعْیُنًا عُمْیًا وَیُسْمِعَ اٰذَانًا صُمًّا وَیُقِیْمَ اَلْسِنَۃً عِوَجًا حَتّٰی یُقَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔ تحقیق وہ رسول پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمہاری طرف تشریف لائے جو ضعف و کاہلی سے مبرا ہیں تاکہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمادیں اور اندھی آنکھوں کو کھول دیں اور بہرے کانوں کو شنوا کر دیں اور ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کر دیں، یہانتک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

جُود و سخاوت حضرت امام قدوۃ الانام ابو عبداللہ شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمْ) دنیا اور آخرت آپ کے جود و کرم سے ایک حصہ ہیں (یعنی آپکی جود و سخا کی کوئی انتہا نہیں) اور علم لوح و قلم آپ کے علوم کا ایک جزو ہے (یعنی آپ کے علوم بیشمار اور لاتعداد ہیں۔ ان میں سے ایک علم لوح و قلم ہے۔ لوح و قلم کا علم محتاج تشریح نہیں۔ جو کچھ زمانہ ماضی میں ہو چکا اور جو کچھ تا قیامت ہونے والا ہے وہ سب کچھ بالتفصیل اس میں داخل ہے)

صحیح بخاری میں ہے (کتاب الادب۔ باب حسن الخلق والسخآء) آپ سے

کبھی کسی چیز کا سوال ایسا کیا گیا کہ اس کے مقابل آپ نے لا فرمایا ہو۔ یعنی آپ نے کبھی کسی سائل کو نہیں نہ فرمایا۔ کبھی کسی کا سوال رد نہ فرمایا۔

آپ اللہ تعالیٰ کے خزائن کے مالک ہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ جِیْٔ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ... فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ ہم سو رہے تھے کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں۔ اور ہمارے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اُوْتِیْتُ بِمَقَالِیْدِ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ جَاءَنِیْ بِہٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ قَطِیْفَۃٌ مِّنْ سُنْدُسٍ دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش تھا (بسند صحیح اس حدیث شریف کو ابونعیم دلائل النبوۃ میں۔ امام احمد اپنی مسند میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں لائے ہیں)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت۔ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ کیا گیا۔ رعب سے میری مدد فرمائی گئی

(اعدا کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا گیا۔ نام اقدس سنتے ہی سینکڑوں میلوں کی مسافت پر دشمن لرز جاتے) اور مجھے ساری زمین کی چابیاں عطا کی گئیں، (امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کی تصحیح فرمائی)۔

احادیث شریفہ سے ثابت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے خزائن زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت دنار کی کنجیاں، نفع کی چابیاں، نصرت کی کنجیاں المختصر تمام اشیاء کی کنجیاں اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمادی ہیں جس کے ہاتھ میں چابیاں ہیں، وہی تالے کے مالک جب چاہیں کھولیں اور جس کو جتنا چاہیں عطا کریں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد مبارک اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (اللہ عطا کرتا ہے۔ اور میں تقسیم کرنے والا ہوں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان خزانوں میں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے۔ آپ کے دست مبارک سے ملتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد چہارم) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَئَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) لَیُعْطِیْ اِعْطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ

(رواہ مسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بکریاں مانگیں (یعنی بہت سی بکریاں کہ بھر دیا تھا تا لہ جو درمیان دو پہاڑوں کے تھا) آپ نے سب اس کو عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم میں آیا اور متعجب ہو کر ان سے کہا۔ "اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی عطا اور بخشش کرتے ہیں۔ اس قدر عنایت فرماتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ اس شخص نے اپنے قیاس کے مطابق بات کی۔ ورنہ آپ کی ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ تمام خزائن کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کر دیں۔ اسی واسطے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے ہیں۔ اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں۔ بے نور دل اور بے بصیرت آنکھ مانے یا نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس عطا بخش و کرم گستر عطا پاش و خطا پوش ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

منکرین کی اصلاح اور ان کے شبہات دور کرنے کے لیے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چند مثالیں پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ شہنشاہِ دوجہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بلا شک وشبہ شافی الامراض اور دافع البلیات ہے اور اس کے خلاف

عقیدہ رکھنے والا واقعی گمراہ ہے۔ فرماتے ہیں :

وَرَدَدْتَ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمٰى
وَابْنَ الْحُصَيْنِ شَفَيْتَهُ بِشِمَالِكَ

ترجمہ : اور آپ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ نابینا ہونے کے بعد پھیر دی (درست کر دی) اور ابن حصین کو اپنے فضل وکرم سے بیماری سے شفا بخشی۔

جنگ احد کے دن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالے عنہ حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیات والتسلیمات کے چہرہ انور کی حفاظت کر رہے تھے کہ ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا۔ ڈھیلا رخسار پر آگرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اور دعا فرمائی۔ الٰہی تو قتادہ کو بچا جس طرح اس نے تیرے نبی وکریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے چہرہ (انور) کو بچایا ہے۔ پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہو گئی۔

اسی دن حضرت کلثوم ابن الحصین رضی اللہ تعالے عنہ کے بالائی حصہ میں تیر لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن مبارک سے شفایاب ہو گئے۔

وَكَذَا خُبَيباً وَابْنَ عَفْرَا بَعْدَ مَا
جُرِحَا شَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَا

ترجمہ: اور اسی طرح جب حضرت خُبَیب اور ابن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما زخمی ہو گئے۔ تو آپ نے اپنے دونوں (مبارک) ہاتھوں سے مس فرما کر ان کو اچھا کر دیا۔

یومِ بدر حضرت خُبَیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کندھے پر شدید ضرب آئی۔ آپ کا بازو لٹک پڑا۔ شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا اور بازو کو اس کی جگہ پر چسپاں کر کے دم کر دیا۔ وہ فوراً درست ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ان کو ضرب شدید لگائی تھی۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد اس کی لڑکی سے شادی کر لی۔

(شفا شریف) یومِ بدر ابو جہل نے حضرت مُعوِّذ بن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس قطع شدہ ہاتھ کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوئے۔ آپ نے لعابِ دہن لگا دیا۔ اور ہاتھ کو اس کی جگہ پر چسپاں کر دیا۔ وہ بالکل صحیح ہو گیا۔

وَعَلِيًّا نِ الْمُرْمَدُ اِذْ دَاوَيْتَهٗ
فِیْ خَیْبَرٍ فَشَفٰی بِطِیْبِ لُمَاکَا

ترجمہ: خیبر کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے۔ جب آپ نے اپنی گندم گوں لب کی خوشبو سے ان کا علاج فرمایا تو وہ شفایاب ہو گئے۔

یہ مشہور واقعہ ہے کہ فتح خیبر کے دن حضور مالکِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا لعابِ دہن حضور شیرِ خدا مشکلکشا رضی اللہ تعالٰے عنہٗ کی آنکھوں میں ڈال دیا تو وہ فوراً تندرست ہو گئے۔ گویا دردِ چشم کبھی ہوا ہی نہ تھا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد چہارم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا (خیبر مدینہ منوّرہ سے جانبِ شام آٹھ منزل ہے) کہ کل میں علمِ فتح ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالٰے قلعہ خیبر کو فتح کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو دوست رکھتا ہے اور اللہ جل شانہٗ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دوست رکھتے ہیں۔ (آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کو شب بھر

نیند نہ آئی۔ اس شوق و انتظار میں کہ دیکھئے کل یہ نعمت کس کو نصیب ہوتی ہے) جب صبح ہوئی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر خدمت ہوئے۔ ہر صاحب کی یہی آرزو تھی کہ نشانِ فتح اس کو ملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (حضرت) علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) کہاں ہیں۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ ارشاد ہوا کسی کو ان کی طرف بھیجو جو ان کو بلا لائے۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے) آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈال دیا۔ دردِ چشم فوراً جاتا رہا۔ یہاں تک کہ کبھی آشوب چشم کے مرض میں مبتلا ہوئے ہی نہ تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جھنڈا (نشانِ فتح) عطا فرمایا۔

نوٹ: کیا یہ علم غیب نہیں ہے کہ پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مطلع کر دیا جاتا ہے کہ کل جن کو علم دیا جائے گا وہ فاتح قلعہ خیبر ہیں۔

وَسَاَلْتَ رَبَّکَ فِی ابْنِ جَابِرِنِ الَّذِیْ
قَدْ مَاتَ اَحْیَاہُ وَقَدْ اَرْضَاکَ ۶

ترجمہ: آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے کے حق میں جو واصل بحق ہو چکے تھے اپنے پروردگار کی جناب میں دعا فرمائی

[اللہ تعالےٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔ اور آپ کو راضی کیا۔]

یہ ادنےٰ معجزہ مشہور ترین معجزات سے ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہمانی کے لئے ایک بکری کا بچّہ ذبح کیا۔ بڑا لڑکا دیکھ رہا تھا۔ میں سلسلہ دعوت میں مشغول تھا۔ اس نے چھوٹے بھائی کو کہا۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں ابّا جان نے کسطرح بکری ذبح کی ہے۔ چھری پکڑی اور اس کے گلے پر چلا دی۔ والدہ کی نظر پڑی وہ ان کی جانب دوڑی۔ بڑا لڑکا ہراساں ہو کر مکان کی چھت پر چڑھنے لگا۔ زینے سے پاؤں پھسلا۔ گرتے ہی فوت ہو گیا۔ نیک طینت بیوی نے ان پر گدڑی ڈال کر اندر چھپا دیا۔ تاکہ شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعوت میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ اور مجھے بھی اس معاملہ سے بے خبر رکھا جس وقت سیّد الانبیاء والمرسلین عالم ماکان ومایکون صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہوئے تو خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جابر صاحبزادوں کو بلا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ میں نے جب بچوّں کے متعلق دریافت کیا بیوی نے جواب دیا کہیں باہر کھیلنے گئے ہوں گے۔ مجھے علم نہیں کدھر گئے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ویسے ہی عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا جابر آج ہم ان کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔

کیونکہ امرِ الٰہی یونہی ہے۔ ناچار جب سارا معاملہ بیوی نے عرض کر دیا۔ اور گدڑی اٹھا کر دکھا دیا تو میرے ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور حاضرین میں شورِ قیامت برپا ہو گیا۔ المختصر جناب فخرِ رسل مختارِ کل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا فرمائی۔ لڑکے زندہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور بعد میں بکری کو بھی زندہ فرما دیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ و بارک وسلم۔

شَاةُ مَسَسْتَ لِاُمِّ مَعْبَدٍ نِ الَّتِیْ
نَشَفَتْ فَدَرَّتْ مِنْ شِفَا دُعَاکَا

ترجمہ: اُمِّ معبد کی بکری جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو مَس کیا (چھوا) وہ آپ کی دعا کی برکت سے دودھاری ہو گئی۔

(مشکوٰۃ شریف) باب فی المعجزات۔ حبیش ابن خالد اور اُمّ معبد سے روایت ہے کہ جس وقت شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم معہ رفقا (سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کا آزاد غلام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ لیثی رہنمائے قافلہ) مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں اُمّ معبد کے دو خیموں پر گذر ہوا (جو جنگل میں رہتی تھی اور فقرا مساکین اور

مسافروں کی خدمت کیا کرتی تھی)، آپ نے اس سے گوشت اور خرما خریدنے کا قصد فرمایا۔ مگر بسبب قحط و غربت اشیاء مطلوبہ اس کے پاس نہ پائیں۔ خیمے کی ایک جانب ایک بکری کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ اے اُمِّ معبد اس کا کیا حال ہے اس نے عرض کی حضور بوجہ لاغری و کمزوری بکریوں کے ہمراہ جنگل میں چرنے کو نہیں جا سکتی۔ فرمایا "کیا دودھ دیتی ہے؟" عرض کی۔ "نہیں" فرمایا ہم کو اذن دو اس کا دودھ دوہ لیں۔ اُم معبد نے عرض کی "میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر اس کے تھنوں میں دودھ ہے تو دوہ لیں۔ پس آپ نے بکری کو طلب کیا اور بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیئے (جیسا کہ دودھ دینے والے جانور کی عادت ہے کہ بوقت دوہنے پاؤں کھول دیتا ہے)۔ دودھ اُتار لیا اور جگالی کرنے لگی۔ پس آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیراب کر سکے۔ اس میں اتنا دودھ دوہا کہ وہ بالکل لبریز ہو گیا۔ اور اس پر جھاگ آ گئی۔ پہلے اُمِّ معبد کو دیا۔ اس نے خوب پیا حتیٰ کہ سیر ہو گئی پھر ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہو گئے۔ سب کے بعد بموجب ارشاد اقدس سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا آپ نے نوش فرمایا۔ بعد ازاں دوسری بار دوہا اور برتن بھر کر اُمِّ معبد کے سپرد کیا تاکہ یہ نادر معجزہ اپنے خاوند کو بھی دکھائے۔ پھر اُمِّ معبد سے اسلام پر بیعت لی اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ

ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُمِّ معبد کا خاوند گھر آیا۔ اس نے دودھ کا بھرا ہوا برتن جو دیکھا تو حیران ہو کر دریافت کرنے لگا کہ "یہ دُودھ کہاں سے آیا ہے؟" اُمِّ معبد نے سارا قصّہ بیان کیا۔ جب آپ کی مبارک شخصیّت، حلیہ شریف اور خصائل و شمائل حمیدہ کا ذکر نہایت فصاحت سے کیا تو وہ سن کر بولا: "وہی تو سردارِ قریش ہیں جن کا چرچا عام ہو رہا ہے۔ واللہ بلا شبہ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کی صحبت میں رہوں۔ اگر میں اُن کی راہ پاؤں۔"

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِنًا
فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِيْنَ دُعَاكَا

ترجمہ: اور قحط کے برس آپ نے اعلانیہ اپنے پروردگار سے دعا کی پس آپ کا دعا کرنا ہی تھا کہ مینہ برسنے لگا۔

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں قحط پڑ گیا۔ آپ جمعہ کے دن خطبہ فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی (بادیہ نشین) کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمارے مال (یعنی باغات، کھیتیاں، جانور) ہلاک ہو گئے۔ اور اہل و عیال بھوک کے مر رہے ہیں۔ ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ پس آپ نے دونوں دست مبارک

اٹھائے، درحالیکہ آسمان پر ہمیں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آتا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ابھی آپ ہاتھ رکھنے نہ پائے تھے کہ پہاڑوں کی مانند بادل اٹھا۔ آپ منبر سے نہ اترے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ بارش کے قطرے ریش مبارک سے ٹپک رہے ہیں۔ اسی طرح آئندہ جمعہ تک لگاتار بارش ہوتی رہی پھر وہی اعرابی یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ "یارسول اللہ! ہمارے مکانات گر گئے۔ مال غرق ہو گئے ہمارے حق میں دعا فرمایئے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی "الٰہی ہمارے گرد و نواح برسا اور ہم پر نہ برسا"۔ یا اللہ برسا ٹیلوں پر، پہاڑوں پر اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابر کھل گیا اور ہم باہر نکلے۔ اس حالت میں کہ دھوپ میں چلتے تھے۔

شاہِ شاہاں کی نرالی شان ہے جس کو دیکھو تابع فرمان ہے

وَدَعَوْتَ کُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوْا اِلٰی
دَعْوَاکَ طَوْعًا سَامِعِیْنَ نِدَاکَا

ترجمہ: آپ نے تمام مخلوق کو دعوتِ اسلام دی۔ آواز مبارک سنتے ہی سب فرمانبردار بن کر برضا و رغبت چلے آئے (یعنی خوشی خوشی

دعوت قبول کی)

حضور سید الانبیا حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ذاتِ اقدس کے متعلق فرماتے ہیں۔ للعالمین نذیراً (سارے جہاں کو ڈر سنانے والے) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (ہم نے اے حبیب پاک آپ کو تمام لوگوں کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (فرما دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں) آپ تمام مخلوق جنوں انسانوں اور ملائکہ وغیرہ کے رسول اور ہادی برحق ہیں اور سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمتی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ سرورِ انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین وآسمان میں تمام چیزیں مجھے جانتی اور پہچانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول (پاک) ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے۔

آپ نے درختوں کو بلایا وہ زمین پھاڑتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے اونٹ، بکریوں اور وحشی جانوروں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اور آپ کی اطاعت کی۔ چاند اشارے سے دو چاک ہو گیا۔ غروب شدہ آفتاب،

باہر نکل آیا۔ غرضیکہ ہر مخلوق نے بدل و جان آپ کی فرمانبرداری کی سوائے چند بے نصیب انسانوں کے جنہوں نے آپ کے علوِ مرتبت اور بلندیٔ شان کو نہ پہچانا اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اپنے جیسا بشر سمجھا۔

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

وَخَفَضْتَ دِیْنَ الْکُفْرِ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
وَرَفَعْتَ دِیْنَکَ فَاسْتَقَامَ ھُدَاکَا

ترجمہ: اے وہ ذاتِ پاک جو ہدایت کا نشان ہیں۔ آپ نے ملتِ کفر کو پست کیا۔ اور اپنے دین کو بلند کیا۔ پس آپ کی ہدایت مضبوط ہوگئی۔

ارشادِ باری ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا تمہارے پاس ایک نور اور روشن کتاب۔ نور سے مراد ذاتِ اقدس جناب سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور کتاب مبین سے قرآن مجید۔ آپ کے نورِ انور کی برکت سے تاریکیٔ کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔ ولادت شریف کے وقت عجیب و غریب واقعات ظہور میں آئے۔ مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا۔

اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ شیاطین جو پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو غیب کی اطلاعات بہم پہنچاتے تھے ان کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ فارس کے آتشکدے ایسے سرد پڑ گئے کہ باوجود انتہائی کوشش کے دوبارہ ان میں آگ نہ جل سکی۔ بحیرہ سادہ جس کے کناروں پر بُت پرستی ہوا کرتی تھی یکایک خشک ہو گیا۔

معارج میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جس رات حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت تشریف ہوئی میں خانہ کعبہ میں مشغول بمناجات تھا کہ ناگاہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور پھر اسی حالت پر آکر زبان فصیح کہا "اللہ بہت بڑا ہے جس نے (سیدنا) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو پیدا کیا۔ اور مجھے بتوں کی پلیدی سے پاک کیا۔ اور ہبل نامی بت میرے سامنے منہ کے بل گر پڑا۔ ہاتف غیبی نے ندا کی کہ آج (سیدتنا حضرت) آمنہ کے ہاں فرزند ارجمند (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پیدا ہوئے ہیں جو موردِ لطف و کرم الٰہی ہیں۔ تمام خلق کو ضلالت و گمراہی سے نجات دلانے والے، دو جہاں کے تاجدار، تمام خزانوں کی کنجیوں کے مالک و مختار ہوں گے۔ اے لوگو تم ان کے یوم ولادت باسعادت کو روزِ عید بناؤ۔ اور ہر سال قیامت تک اس روز اپنے لئے خیر و برکت تلاش کرو۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن جب شہنشاہِ معظّم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو کعبہ مقدسہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے۔ جن کو لوہے اور رانگ سے جوڑ کر خوب مضبوط کیا ہوا تھا۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ یہ آیۂ کریمہ پڑھ کر جس بت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے وہ اوندھا گرتا جاتا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کے لئے علم ہدایت بنا کر بھیجا۔ اور یہ نعمت عطا فرمائی کہ آپ کے دینِ برحق یعنی اسلام کو تمام ادیان پر خواہ وہ مشرکین کے دین تھے یا اہلِ کتاب کے غالب فرما دیا۔

لائے جہاں میں انبیا ادیانِ حق مگر غالب ہے سب کے دین پہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

أَعْدَاكَ عَادَوْا فِي الْقَلِيبِ بِجَهْلِهِمْ
صَرْعَى وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضَى بِجَفَاكَ

ترجمہ: آپ کے دشمن اپنی نادانی کے باعث پچھڑ کر پرانے

کنوئیں میں رہ گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادتیاں اور جور وجفا کرنے کی وجہ سے آپ کی رحمت اور اللہ کی خوشنودی سے محروم رہ گئے۔

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (امیر المومنین سیدنا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث اہل بدر یعنی ان مشرکین کے متعلق جو جنگ بدر میں مارے گئے تھے بیان فرماتے تھے کہ جنگ سے ایک روز قبل جناب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اشقیائے کے نام لے کر فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ فلاں مشرک اس جگہ پر مارا جائے گا۔ فلاں اس جگہ پر پڑا ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ساتھ حق کے کہ جو جگہ جس مشرک کے لیئے تعین فرمائی تھی عین اسی جگہ پر اس کا لاشہ پڑا ہوا تھا۔ مشرکین کے لاشے ایک غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا تم نے اس وعدہ کو سچا پایا جو اللہ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم سے کیا تھا۔ بیشک میں نے اللہ کا وعدہ سچا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم "آپ بے جان جسموں سے کس طرح کلام فرما رہے ہیں"۔ فرمایا میرے اس کلام کو تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے

یعنی وہ میرا کلام ویسے ہی سن رہے ہیں جیسے تم یا تم سے زیادہ سننے والے ہیں۔ لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اس حدیث شریف سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل مخالفین کے طعن کا جواب۔ بدعقیدہ لوگ عموماً کہا کرتے ہیں کہ اہل سنّت وجماعت اپنے رسول کریم علیہ التحیّۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی محض بدگمانی ہے ورنہ حدیث مذکورہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرما رہے ہیں مَا وَعَدَ کُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ اسی طرح قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔ اَغْنَاھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب لبیب نے ان کو غنی بنا دیا اپنے فضل وکرم سے) فَضْلِہٖ کی ضمیر واحد غائب بھی ملاحظہ فرمایئے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْ حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ (کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے) اس پر جو اللہ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم)

دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم غیب کا ثبوت آپ نے یوم بدر سے ایک روز پہلے ہی جنگ کا مکمل نقشہ واضح فرما دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

نوٹ: مقام حیرت ہے کہ موجودہ زمانہ کے کم فہم معترضین جو حضور

عالم ماکان مایکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے متعلق چہ میگوئیاں کرنیکے عادی ہیں) کی عقل پر کیوں پردہ پڑ گیا۔ حالانکہ ابو جہل جیسے کافر حاسد اور مخالف کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مٹھی میں کنکریاں دبا کر حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا۔ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ہیں تو بتلایئے میری مٹھی میں کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بتلادوں یا وہ خود میری رسالت حقہ کی گواہی دیں اس نے کہا یہ بات تو اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔ آپنے فرمایا تیرے ہاتھ میں چھ کنکریاں ہیں۔ اور کنکریوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور آپکی رسالت کی گواہی دی۔ ابو جہل کی قسمت نے یاوری نہ کی۔ بدظنی کرتے ہوئے کنکریاں پھینک دیں۔ اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت فرمائے۔

تیسرے سماع موتیٰ کا ثبوت:۔ جب کفار کے مردے سن سکتے ہیں تو ارواح مومنین کی قوت سماع تو ان کی نسبت بدرجہا اولیٰ ہے۔ اور پھر اولیاء اللہ و شہداء کی قوت سماع کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور سلطان الاولیاء قدس سرہٗ النورانی اور انبیاء علیہم السلام کی حیات اور قوت سماع بلاشبہ عقل و فہم سے بالا ہے معراج شریف کی مبارک شب موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ بیت المقدس میں بھی موجود تھے اور چھٹے آسمان پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیئے حاضر تھے۔

فِی یَوْمِ بَدْرٍ قَدْ اَتَتْکَ مَلَائِکٌ
مِنْ عِنْدِ رَبِّکَ قَاتَلَتْ اَعْدَاکَا

ترجمہ: جنگ بدر کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے حاضر خدمت ہوئے۔ اور آپ کے دشمنوں سے لڑے اور ان کو قتل کیا۔

غزوہ بدر سب سے بڑا غزوہ ہے مسلمانوں کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے۔ خداوند تعالیٰ نے کفار کو ہزیمت دی۔ ان میں سے ستر سے زیادہ مارے گئے اور قریباً اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ ۔ سورہ انفال (جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری پکار سن لی کہ میں تمہاری امداد کو بھیجوں گا۔ ہزار فرشتے لگاتار آنیوالے)

چنانچہ پہلے ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار کما قال اللہ تعالیٰ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ ○ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ ○ (ﭐﻝ ع)

حبیب پاک جب آپ مومنین سے فرما رہے تھے کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد تھوڑی تھی۔ ہتھیاروں اور سواروں کی بھی کمی تھی۔ لیکن انہوں نے صبر و تقویٰ سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیجی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان اس روز کافروں کا تعاقب کرتے تھے اور کافر مسلمان کے آگے آگے بھاگتا جاتا تھا۔ اچانک اوپر سے کوڑے کی آواز آتی تھی اور سوار کا یہ کلمہ سنا جاتا تھا (اقدم حیزوم) یعنی آگے بڑھ اے حیزوم (حیزوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) اور نظر آتا تھا کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑا دی گئی اور چہرہ زخمی ہو گیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب یہ مشاہدات خدمت اقدس میں بیان کئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے۔

> وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةَ
> وَالنَّصْرُ فِي الْاَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَا

ترجمہ:- اور فتح مکہ کے دن فتح نے آپکے قدم چومے اور نصرت

الٰہی آپ کو جنگ احزاب کے دن پہنچی۔

غزوہ فتح مکہ کیلئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو مکہ مکرمہ سے معہ اہل و عیال ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے راستے میں ملے۔ اپنے اہل و عیال کو مدینہ طیبہ بھیج دیا اور خود لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں اس جرار لشکر کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ افواج الٰہی کا نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے چھکے چھوٹ گئے اور حوصلے پست ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خواب سچا فرمایا اور مسلمان بڑے تزک و احتشام کیساتھ با امن مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے۔ (لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ۔ الخ)

غزوہ احزاب جس کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ ماہ شوال یا ذیقعد سنہ ۴ھ یا سنہ ۵ھ میں واقع ہوا۔ یہود کفار قریش کیساتھ مل گئے اور قبائل عرب میں دورہ کر کے ان کو جنگ پر اکسایا اور اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب ان کی زبردست تیاریوں کا پتہ چلا تو آپ نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خندق کھدائی شروع کر دی۔ حضرت سالتمآب فائض البرکات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیساتھ اس کام میں شرکت فرمائی۔ خندق کے کام سے ابھی فارغ ہوئے

ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا ایک جرّار لشکر لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔
مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر لیا اور تیر اور پتھّر برسانے شروع کر دیئے۔ اس
محاصرہ کو پندرہ یا چوبیس دن گزرے ہوں گے کہ مسلمانوں پر خوف غالب آ
گیا۔ اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مدد
فرمائی اور مشرکین پر ایک نہایت سرد اور تند ہوا بھیجی۔ جس نے اندھیری
رات میں ان کے خیمے گرا دیئے۔ طنابیں توڑ ڈالیں۔ ہانڈیاں الٹ دیں۔
آدمی زمین پر گرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ بھیجکر کفار کے دلوں میں دہشت
ڈال دی اور وہ لرزنے لگے۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ سنگریزے اڑ اڑ کر کانوں
کو لگ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں نہایت گرد آلود تھیں اور وہ ایک
دوسرے کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ اللہ کی قدرت اور حبیب اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ کہ وہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی۔

ابوسفیان نے کہا "اے گروہ قریش! تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں
گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہوا نے جو حال کیا ہے تم دیکھ رہے ہو۔
بس اب یہاں سے کوچ کرو اور میں کوچ کرتا ہوں" یہ کہہ کر ابوسفیان ناقہ
پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرحیل الرحیل (یعنی کوچ کوچ) کا شور
برپا ہو گیا اور لشکر مشرکین پریشانی و گھبراہٹ میں بہت سا سامان پیچھے
چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

هُودٌ وَّ يُونُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
وَجَمَالُ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ،

ترجمہ: آپ ہی کی بہارِ حُسن سے حصّہ پاکر حضرت ہود اور حضرت یونس علیہما السلام صاحب حسن و جمال ہوگئے اور حضرت یوسف علیہ السّلام کا حُسن بھی آپ ہی کے آفتابِ حُسن کی ضیا ہے۔

احادیث شریف میں ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نورِ انور کو پیدا فرمایا) وَکُلُّ خَلَائِقِ مِّنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ (تمام مخلوقات میرے نور سے ہیں اور میں اللہ کے نور سے ہوں) حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ دقائق الاخبار میں ارقام فرماتے ہیں کہ جناب سید الثقلین باعث ایجاد کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رخِ پرنور کے عرق یعنی پسینہ سے عرش کرسی لوح و قلم، چاند، سورج، ستارے اور جو کچھ آسمان میں ہے اور سینہ مبارک کے عرق سے انبیاء و رسل، علماء، شہداء اور صلحاء پیدا ہوئے۔ آسمان کو اللہ تعالےٰ نے ستاروں سے مزیّن فرمایا تو ان میں نورِ احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) جلوہ گر ہے۔ سورج اور چاند کو روشنی ملی تو آپ کے نورِ انور سے۔ آپ کا نورانی اسمِ اعظم عرشِ معلّٰی کی زینت اور حورانِ بہشت کی آنکھوں کی زیبائش۔ اور آپ کی ذاتِ مقدس

دونوں جہان کی زینت ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

کعبہ کی زینت انکے ہی دم سے — طیبہ کی رونق انکے قدم سے

کعبہ ہی کیا ہے دونوں جہاں میں — دھوم ہے انکی کون و مکاں میں

حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر تا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جملہ حضرات انبیاء ورسل علیہم السّلام حضور سیّد الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے باغِ رسالت کے خوشہ چیں ہیں۔ ع۔ جسے جو ملا ہے یہیں سے ملا ہے۔

حسنِ یوسف (علیہ السلام) میں آپ ہی کا نور جلوہ گر ہے حضرات یونس و ہود اور باقی انبیاء علیہم السّلام کا حسن و جمال بھی آپ کے نورِ انور کا پرتو ہے۔

مشکوٰۃ شریف۔ (باب اسماء النبی وصفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

حضرت ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رُبیع بنت معوّذ بن عفراء صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف بیان فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا" اے میرے بیٹے اگر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھتا تو (آپکا دبدبہ رعب اور نورانیت دیکھ کر) یقین کرتا کہ آفتاب نے طلوع کیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے کوئی چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات اقدس سے بہتر اور خوبصورت نہیں دیکھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے

چہرہ مبارک میں سورج چل رہا ہے۔

مشکوٰۃ شریف:۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خوش کیے جاتے تو آپکا چہرہ انور ایسا روشن ہو جاتا کہ معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں یہ دیکھنا اور پہچاننا مجھی کو خاص نہ تھا بلکہ ہم سب پہچانتے تھے (نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے)

ابن ماجہ:۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِى دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْئٍ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منوّرہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کر دیا۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشہور روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ میرے ہاتھ سے پچھلی رات سوئی گر گئی۔ تاریکی تھی۔ بہت تلاش کی لیکن سوئی نہ ملی۔ اتفاقاً شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہوئے۔ سارا گھر منوّر ہو گیا۔ اور سوئی مجھے مل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے سہ بار فرمایا ویل (خرابی) ہے اس کے لیے جو میرا چہرہ انور دیکھنے سے محروم رہا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

تقد فقت یا طٰہٰ جمیع الانبیا

طرّاً فسبحان الّذی اسرا کا

ترجمہ: یا طٰہٰ! بلا شبہ حضور کو تمام انبیاء علیہم السّلام پر فوقیت حاصل ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو شبِ معراج عالم بالا کی سیر کرائی۔

یا طٰہٰ: مفسّرین نے اس کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ اے طیب وطاہر۔ اے پاکیزہ رہنما۔ اے چودھویں رات کے چاند وغیرہ وغیرہ فقد فقتا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط (یہ رسول ہیں کہ ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا۔ اور کسی کو درجات میں بلند کیا)۔

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ: مفسّرین رقمطراز ہیں کہ بعض سے مخصوص حضور پُر نور سیّدِ دو عالم نورِ مجسّم سرورِ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجاتِ کثیرہ جملہ انبیاء و مرسلین علیہم السّلام پر اللہ تعالیٰ نے فوقیت عطا فرمائی۔ اسی پر اجماعِ امّت ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

ہمہ انبیاء در پناہِ تو اند مقیم درِ بارگاہِ تو اند

تو ماہِ منیری ہمہ اختر اند تو سلطانِ ملکی ہمہ چاکر اند

تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی پناہ میں ہیں اور حضور کی بارگاہِ رسالت کے دروازے پر مقیم ہیں۔ آپ بدرِ منیر ہیں اور سارے انبیاء ستارے ہیں۔ آپ ملک کے بادشاہ ہیں اور سب آپ کے نوکر چاکر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اولین و آخرین جملہ انبیاء و مرسلین اور ساری مخلوقاتِ خدا سے افضل و اعلیٰ، سرورِ کل، فخرِ رسل، ہادیٔ سبل ہیں جو نسبت امتیوں کو انبیاء و مرسلین سے ہے وہی انبیاء و مرسلین کو حضور شہنشاہِ کل صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسی واسطے فرماتے ہیں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ مُوْسٰی کَانَ حَیًّا اَلْیَوْمَ مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ قسم ہے اس ذات کی جس کے یدِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آج موسیٰ علیہ السلام زندہ (اس دنیا میں) ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی آپ کے فضائل و خصائص حدِ شمار سے باہر ہیں۔ جن کے باعث آپ تمام انبیاء پر فائق ہیں۔ یہاں صرف ان میں سے بعض کا تبرکاً ذکر کیا جاتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ (اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے) یعنی ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم یا ایک بستی کی طرف بھیجا اور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی ذات گرامی کو تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً.... الخ ارشاد باری ہوتا ہے اے حبیب اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو سب لوگوں کے واسطے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ بے خبر ہیں۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہنشاہِ دو جہاں ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام سے کوئی ایک ولایت کا بادشاہ اور کوئی ایک بستی کا حاکم ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہم نے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحت آیۂ مذکورہ تحریر فرماتے ہیں لَمَّا کَانَ رَحْمَۃً للعالمین لَزِمَ اَنْ یَّکُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ کُلِّ العالمین جب آپ کی ذاتِ اقدس تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے تو لازم ہوا کہ آپ تمام عالمین سے افضل ہیں۔

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ کی جان کی قسم بلاشبہ وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں) جتنے انبیاء و رسل علیہم السلام آپ سے پہلے مبعوث ہوئے اللہ تعالیٰ نے کسی کی جان کی قسم نہیں کھائی۔ یہ مرتبہ جلیلہ سوائے آپ کے کسی کو حاصل نہیں

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است مے خورد
سوگند کردگار بجانِ محمد ﷺ است (غالب)

جو چیز جس کو عزیز ہوتی ہے وہ اسی کی قسم کھایا کرتا ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے بڑھ کر تمام کائنات میں کوئی چیز اللہ کو پیاری نہیں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانِ گرامی کی قسم کھائی ہے۔

اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فوقیت (جملہ انبیاء علیہم السلام پر) اور آپکی فضیلت میں بکثرت احادیث شریف آئی ہیں مگر اہلِ محبت اور عقیدتمندوں کے ایمان کی شگفتگی کے لیئے صرف چند ایک درج کی جاتی ہیں کیونکہ بے نور دلوں کے لیئے تو ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔

فرماتے ہیں شہنشاہِ کل فخر رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ میں اولین اور آخرین میں بزرگ ترین اور فاضل ترین ہوں اور یہ حقیقت ہے فخریہ نہیں فرما رہے۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا نَبِیٌّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور میرے دست (مبارک) میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ بات فخریہ نہیں فرما

رہے اور اس دن آدم (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ تمام انبیاء میرے نشان کے نیچے ہوں گے۔ روز قیامت حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آپ کی اُمّت میں شامل ہوں گے جیسا کہ شفا شریف میں مروی ہے۔ مالک روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں اَمَا تَرضَونَ اَن یَّکُونَ اِبرَاھِیمُ وَعِیسٰی فِیکُم یَومَ القِیَامَۃِ، ثُمَّ قَالَ اِنَّھُمَا فِی اُمَّتِی یَومَ القِیَامَۃِ کیا تم راضی نہیں کہ قیامت کے دن (حضرات) ابراہیم و عیسےٰ (علیہما السّلام) تم میں شمار کئے جائیں؟ پھر فرمایا وہ دونوں روزِ قیامت میری اُمّت میں ہوں گے۔

اَسریٰ کا: معراج شریف کا اہم واقعہ محتاجِ بیان نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا ...... الخ اس مبارک شب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فضل و شرف تمام انبیاء والمرسلین پر ظاہر فرما دیا۔ چنانچہ مسجد اقصٰے (بیت المقدس) میں آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام نے صف بستہ ہو کر آپ کی اقتدا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر سب انبیاء علیہم السّلام نے اللہ کی حمد و ثنا کہی اور اپنے اپنے کمالات و خصائص بیان کئے۔ سب سے آخر سیّدنا امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خطبہ صدارت فرمایا۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَرسَلَنِی رَحمَۃً لِّلعَالَمِینَ وَکَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیرًا وَّنَذِیرًا وَّاَنزَلَ عَلَیَّ القُراٰنَ تِبیَانًا لِّکُلِّ

شَیْئٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ ھُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کو بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا اور مجھ پر قرآن حکیم نازل فرمایا جسمیں ہر چیز کا روشن بیان ہے میری اُمّت کو سب اُمّتوں سے بہتر بنایا اور مرتبے میں سب سے اوّل اور پیدائش میں سب سے آخر اور کشادہ کیا میرے لیئے میرا سینہ اور اتار لیا مجھ سے میرا بوجھ اور بلند کیا میرے لئے میرا ذکر اور مجھے فاتح اور خاتم النّبیّین بنایا جس وقت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حمد اور اپنے فضائل وخصائص اور کمالات بیان فرما چکے تو سیّدنا حضرت ابراھیم علیہ السّلام نے تمام انبیاء علیہم السّلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بِھٰذَا اَفْضَلَکُمْ اَحْمَدُ (صلی اللہ علیہ وسلّم) اسی سبب سے (سیّدنا حضرت) محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تم سب پر افضل ہوئے۔

> وَاللّٰہِ یَا یٰسٓ مِثْلُکَ لَمْ یَکُنْ
> فِی الْعَالَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاکَا

ترجمہ: اللہ کی قسم ہے یا حضرت یٰسٓ صلی اللہ علیہ وسلّم (اے سردار) آپکی مثل تمام

مخلوقات میں کوئی نہیں ہے۔ اور میں یہ اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں
جس نے آپ کو نبی بنایا۔

اس زمانہ میں نام نہاد حنفیوں کا ایک ایسا منظم گروہ پیدا ہو گیا
ہے۔ جو ظاہراً حنفی کہلاتے ہیں۔ اور باطناً ان کا عقیدہ صحیح نہیں۔ یہ
لوگ کہیں پیر بن کر اور کہیں امامت کا عہدہ سنبھال کر عوام صحیح العقیدہ
کم علم حنفی مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ دراصل یہ حنفی العقائد نہیں حنفیت
کو محض ایک ڈھونگ بنا رکھا ہے جسطرح کفار نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی
شان میں کہا کہ "یہ ہماری طرح بشر ہیں"۔ اسی طرح یہ لوگ بھی تہذیب و تعظیم
کے دائرہ سے باہر ہو کر "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" کی رٹ لگاتے رہتے ہیں
ہمیں ان کے عقیدہ سے کوئی سروکار نہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ
بلاوجہ سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نیک نام کو بدنام کر رہے ہیں
ذرا مندرجہ بالا شعر بنظر انصاف مطالعہ فرمایئے۔ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ
علیہ نے کس قدر ادب و احترام ملحوظ رکھا ہے۔ اور آپ کے دل میں حضور سرورِ
دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی محبت جاگزیں ہے۔ بار بار
قسم کھا کر عرض کر رہے ہیں۔ حضور (فداک روحی امی وابی) تمام جہانوں کے
اندر، ساری مخلوقات کے درمیان نہ کوئی آپ کی مثل ہوا اور نہ ہو گا۔
کیا ان نام نہاد احناف کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ کر جب ہمسری کا دعویٰ کرنا آتا ہے تو
قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلّم کا بندہ بننے میں کیوں عار آتی ہے؟

پارہ ۲۴ رکوع تیسرا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ
اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم)
فرما دیجئے اے میرے بندو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بندو) جنہوں
نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(حوالہ امداد المشتاق ص ۹۳ حاجی امداد اللہ صاحب دیوبندیوں کے پیر)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اصل بحق ہیں اس واسطے عباد اللہ کو عباد
رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا
عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ مولوی
اشرف علی دیوبندی نے کہا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ کیونکہ آگے
فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو
فرماتا مِنْ رَّحْمَتِیْ تاکہ مناسبت عِبَادِیْ کی ہوتی۔

مِثْلُكَ لَمْ یَكُنْ۔ الخ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں نے حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے اور نہ ہی بعد میں دیکھا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّی لَسْتُ مِثْلَکُمْ میں تمہاری مثل نہیں ہوں (بخاری شریف)

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مِثْلِی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں مجھ جیسا کون ہے؟

حاکم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ قَالَ لِیْ جِبْرَائِیْلُ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ جبریل نے مجھ سے عرض کی کہ میں مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر پھرا۔ لیکن کسی شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہ پایا۔

چراغِ مہر وماہ لے کر فلک دن رات پھرتا ہے
اسے ثانی نہیں ملتا شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں آپکا ثانی پیدا ہی نہیں کیا۔ تو کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی ہمسری کا دعویٰ کرے۔ ہاں کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو گستاخانہ لہجہ میں کہا۔

مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (آپ ہماری طرح بشر ہیں) فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ۔ انہوں نے کہا کیا بشر ہمیں ہدایت کرینگے پس انہوں نے کفر کیا اور پھر گئے۔ اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا۔

یہ امر مسلّمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا دیکھیے آپکی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی بےمثل فرما دیا۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (احزاب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیبیو تم اور عورتوں کی مثل نہیں ہو یعنی تمام جہان کی عورتوں پر تمہیں شرف و فضیلت حاصل ہے۔

چونکہ مخالفین کے دل محبت جناب سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل خالی ہیں۔ اسی واسطے ہر وقت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے والی عورتوں نے جوشِ محبت میں اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور حیرت میں آکر بیساختہ پکار اٹھیں :۔ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ حاش للہ (اللہ کو پاکی ہے) یہ تو بشر نہیں ہیں، یہ تو کوئی معزز فرشتہ معلوم ہوتے ہیں۔ ملائکہ کئی بار جامہ بشریت میں حاضر خدمت ہوئے۔ یہ لوگ ان کو بشر کیوں نہیں کہتے۔ فتاوی عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا کہنا حرام ہے اور اگر کوئی (ضد اور تعصب کی بنا پر) اہانتہً ایسا کہتا ہے تو وہ کافر ہے۔

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعَرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ
عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَا

ترجمہ: اے پیارے مدثر (جھرمٹ مارنے والے) تمام شعرا آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ اور آپ کی صفات عالیہ کا اظہار کرنے سے قاصر ہیں (یعنی بیان کرتے کرتے تھک کر بیٹھ رہے ہیں۔ پھر بھی جملہ اوصاف عالیہ احاطہ تحریر میں نہیں لا سکے)

قاصر البیان عاجز انسان کو کیا طاقت ہے کہ حضور سرور کل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اور خوبیاں بیان کر سکے دنیا اور ما فیہا کے متعلق ارشاد باری ہوتا ہے مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (متاع دنیا قلیل ہے) اور اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کے بارے میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (بے شک آپ کا خلق بڑی شان والا ہے) دنیا کا مال و متاع اور نعمتیں جو تھوڑی ہیں ان کو کوئی شمار نہیں کر سکتا تو جسکو اللہ تعالی عظیم فرمائے اسکی وسعت کو کون جان سکتا ہے۔ اور جب خلق عظیم کو سمجھنا مشکل ہے تو ذات شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کسطرح پہچان سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یَا اَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِیْ حَقِيْقَتِیْ اِلَّا رَبِّیْ میری حقیقت کو سوائے میرے پروردگار کے کوئی

نہیں جانتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا "قرآن"۔ جس طرح قرآن مجید کی ماہیت کو کماحقہ کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح خلق عظیم کی معرفت بھی عقل و فہم سے بالا ہے۔

حمد ہو کس سے ادا ان کی بجز ذات خدا
ہے وہی مرتبہ دان ذات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

محبوبان خدا اور مقربان الٰہ کو اپنے اوپر قیاس کرنیوالے صراط مستقیم سے کوسوں دور ہیں

اِنجیلُ عیسیٰ قد اَتیٰ بِکَ مُخبِراً
وَلنا الکِتابُ اَتیٰ بِمدحِ حُلاکا

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اتری تو آپ کی خبر دیتی ہوئی اور ہمارا قرآن بھی آپ کے حلیوں کی مدح میں آیا۔

حاکم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور مالک کون و مکاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَوحَی اللہُ تعالٰی عیسیٰ اَن آمِن بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَاْمُر مَن اَدرَکَہٗ مِن اُمَّتِکَ اَن یُّؤمِنُوا بِہٖ فَلَولَا مُحَمَّدٌ

(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّار
وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَتْ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَکَنَ۔ اللہ نے حضرت
عیسٰی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ (میرے حبیب لبیب) حضرت محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور تیری امت سے جو لوگ ان کا زمانہ پائیں
انہیں بھی حکم کرو کہ ان پر ایمان لائیں۔ کیونکہ اگر (میرے پیارے حضرت)
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو نہ میں آدم (علیہ السلام) کو پیدا کرتا
اور نہ ہی جنت و دوزخ بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا تو وہ مضطرب
ہوا یعنی اس نے جنبش کی میں نے اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) لکھا وہ ساکن ہو گیا۔

ابو نعیم بیہقی۔ ابن سعد اور حاکم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی صفت و ثنا انجیل میں یوں مکتوب ہے۔ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِیْظٌ
وَلَا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَاُعْطِیَ الْمَفَاتِیْحَ لِیُبْصِرَ اللّٰہُ بِہٖ
اَعْیُنًا عُوْرًا وَیُسْمِعُ بِہٖ اٰذَانًا صُمًّا وَیُقِیْمُ بِہِ الْاَلْسِنَۃَ
مُعْوَجَّۃً حَتّٰی یَشْہَدُ وَاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ یُعِیْنُ الْمَظْلُوْمَ وَیَمْنَعُہٗ مِنْ اَنْ یَّسْتَضْعَفَ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نہ سخت دل ہیں اور نہ درشت خو اور نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے۔ انہیں چابیاں عطا کی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے واسطے سے اندھی کانی آنکھیں بینا کر دے۔ بہرے کانوں کو شنوائی بخشدے اور ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کر دے۔ حتیٰ کہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ (پیارے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) مظلوم کی امداد فرمائیں گے۔ اور اس کو اس بات سے بچائیں گے کہ وہ لوگوں میں کمزور سمجھا جائے۔

وَلَنَا الْکِتَابَ ..... الخ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انجیل مبارک میں بھی سرور انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اوصاف حمیدہ مذکور ہیں (وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مژدہ سنایا کہ میرے بعد حضور شہنشاہ دو جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لانے والے ہیں ان کا نام نامی اور اسم گرامی (سیدنا حضرت) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ہے ہمیں جو کتاب ملی ہے یعنی قرآن مجید اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے اوصاف و اخلاق، محامد و محاسن اور شمائل و خصائل جابجا بیان فرمائے ہیں اور نہایت پیارے پیارے القابوں سے یاد فرمایا ہے۔ یَا اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ (اے پیارے کملی پوش)، یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ

(اے جھرمٹ ہار رنے والے) الیسین (اے سردار) طٰہٰ (اے پاکیزہ رہنما) چودھویں رات
کے چاند۔ المختصر سارا قرآن مجید آپ کی صفت و ثنا سے بھرپور ہے۔

مَاذَا یَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَمَا عَسٰے
اَنْ یَّجْمَعَ الْکُتَّابُ مِنْ مَعْنَاکَا!

ترجمہ: آپ کے مدّاح آپ کی تعریف میں کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ
یہ ممکن ہی نہیں کہ لکھنے والے آپ کی سیرت و صورت معنوی اور اوصاف
حمیدہ سے کچھ تحریر میں لا سکیں۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

وَاللّٰہِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُھُمْ
وَالشُّعْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاکَا
لَمْ تَقْدِرِ الثَّقَلَانِ یَجْمَعُ نَزْرَہٗ!
اَبَدًا وَّمَا اسْتَطَاعُوْا لَہٗ اِدْرَاکَا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمام سمندر ان کی روشنائی ہو جائیں۔
اور تمام روئے زمین کے درخت قلم بنا دیئے جائیں اور تمام گروہ جن و

انسان (یا ساکنانِ ارض و سما) مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں بایں ہمہ آپ کے مکارم و اوصاف جمیلہ سے ایک ذرّہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔ لکھنا تو درکنار اس کا ادراک بھی نہ کر سکیں۔

اس میں شک نہیں۔ کہ سیّدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسی حقیقت بیان فرمائی ہے جس پر ہر صحیح العقیدہ مسلمان کا یقین اور ایمان ہے۔ لیکن آج ہمیں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑ رہا ہے جو اصلی حنفیت کے دعویدار ہیں اور اپنے تئیں حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدّین ظاہر کرتے ہوئے نہ صرف ان کے عقائد سے بالکل منحرف ہیں بلکہ شہنشاہِ دوجہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مراتب عالیہ اور علومِ باطنی پر بھی تنقید کرتے رہتے ہیں۔

حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں: "ساکنانِ دوجہاں جن وانس اور ملائکہ سب کو جمع کر لیا جائے۔ تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دی جائے۔ اور روئے زمین پر جتنے درخت ہیں سب کی قلمیں بنا دی جائیں اور یہ سارے تا ابدالآباد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مدارج اور اوصافِ جمیلہ قلمبند کرتے رہیں۔ باوجود سعی عظیم کے آپ کے کمالات سے ایک ذرّہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔ بلکہ علوم المکتب کا ادراک بھی نہ کر سکیں"۔

جب اہلِ بصیرت آپ کی شان اور منصبِ عالی کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو
اربابِ عقول کے اعتراضات بے معنی ہیں جس شخص نے اپنی ساری عمر میں
دریائے راوی کا کنارہ نہیں دیکھا وہ پرلے درجے کا بے وقوف ہے اگر
وہ بحرِ اوقیانوس کے متعلق محض ذاتی قیاس آرائی کی بنا پر لوگوں میں غلط بیانی کرتا
رہتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بالتحقیق سچ فرمایا ہے کہ آپ کے اوصافِ
حمیدہ عقل و فہم سے باہر ہیں۔

عقل قربان کن بہ پیشِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں
ارقام فرماتے ہیں:۔

اکثر عوام الناس خواہند کہ فراخی حوصلہ پادشاہاں را دریابند و معلوم کنند
بگفتگو ہرگز نمیتوانند فہمید وازیں حالت کہ گفتہ اند لَا یَعْرِفُ الْوَلِیَّ اِلَّا الْوَلِیُّ
وَلَا یَعْرِفُ النَّبِیَّ اِلَّا النَّبِیُّ (اکثر عوام الناس چاہتے ہیں کہ بادشاہوں
کے حوصلے کی فراخی کو پہنچیں اور اس کو گفتگو یا بات چیت کے ذریعے سے معلوم
کرلیں۔ لیکن وہ ہرگز دریافت نہیں کرسکتے اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اسی واسطے
یہ قول معروف ہے کہ ولی کو ولی اور نبی کو نبی ہی پہچان سکتا ہے) بمقامے
کہ رسیدی نرسید ہیچ نبی۔ حضور سید الانبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم جس مقام پر پہنچے ہیں وہاں کسی نبی یا ولی کو رسائی نہیں ہے۔ اس

واسطے سوائے ذاتِ باری کے آپ کے درجاتِ عالیہ کو کما حقہ کوئی نہیں جانتا۔
صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم

بِكَ لِي قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِي
وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَا

ترجمہ: اے میرے سردار! میرا دل آپ کا شیفتہ ہے۔ اور مجھ مریضِ عشق کی بقیہ جان آپ کی محبّت سے بھری ہوئی ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما   اے طبیبِ جملہ علّت ہائے ما!

اے عشق خوش رہو! تو ہمارا اچھا جنون اور ہماری تمام بیماریوں کا طبیب ہے۔

فرماتے ہیں۔ آپ کا عشق بڑی چیز ہے اور میرا دل چھوٹا اور حقیر ہے پھر بھی (مصداق عشق گنبد در دلِ تنگ نگنجد در جہاں۔ عشق کو ایک وسیع جہاں میں سمائی نہیں۔ لیکن عاشق کے تنگ دل چھوٹے سے دل میں سما جاتا ہے) آپ کی محبّت میں نہایت بے قرار و مضطرب ہے اور آپ کی محبّت میرے رگ و ریشہ میں بھری ہوئی ہے۔

حافظ بیمارِ محبّت کا مداوا کیجے
اے مسیحائے زماں ذاتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فَاِذَا سَکَتُّ فَفِیْکَ صَمْتِیْ کُلُّہٗ
وَاِذَا نَطَقْتُ فَمَادِحًا عُلْیَاکَا

ترجمہ:- پس جب میں خاموش رہتا ہوں تو آپ ہی کے جمالِ پرانوار کے تصور میں اور جب بولتا ہوں تو آپ کے اوصافِ عالیہ کی مدح و ثنا کرتا ہوں

طبرانی و حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ "حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھنا عبادت ہے"۔

جب حضور شیرِ خدا مشکلکشا کرم اللہ وجہہ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھنا عین عبادت ہے تو اس ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں بیٹھنا (جو باعث ایجاد کونین ہیں) کیوں نہ اولیٰ اور افضل عبادت ہو گی۔ سیدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ہر وقت اپنے پیارے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں رہتا ہوں۔ خاموشی کی حالت میں آپکا تصور پیش نظر رہتا ہے۔ اور جب کلام کرتا ہوں تو آپ کے ذکرِ جمیل کے سوا مجھے کچھ نہیں سوجھتا۔

جو لوگ حنفی کہلاتے ہیں ان کے لئے سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہے۔ لیکن اس زمانہ میں عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں اور اعتراض کرنے والے برساتی مینڈکوں کی طرح دن بدن زیادہ

پیدا ہو رہے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے بے ادب لوگ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی پر بھی اعتراض جمائیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا ہے اور ہر وقت حضور سید العالمین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں محو رہتے ہیں اور ان کا یہ قول و فعل معاذ اللہ توحید کے منافی ہے ۔ یہ ان کا خیال باطل ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ہے ۔ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

چونکہ معترضین صاحب حال اور اہل بصیرت نہیں ہیں اس واسطے حقیقتِ حال سے آگاہ نہیں ان کو محبت اور درد دل نہیں ملا ۔ لہٰذا اہل درد و محبت کے حالات سے بھی ناواقف ہیں ۔

چو بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

(جب تو کسی صاحبِ دل کی باتیں سنے تو یہ نہ کہنا کہ غلط کہتا ہے ۔ کیونکہ تو خود ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتا ، قصور تیرا ہے) ۔

یاد رکھیں محبّ اور محبوب میں میرا تیرا نہیں ہوا کرتا ۔ جہاں معاملہ اس کے برعکس ہے وہاں محبت کا سلسلہ قطعاً نہیں ۔ محض زبانی جمع خرچ ہے

حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ مبارک میں ارشاد باری ہوتا ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم) جنگ بدر میں کفار پر جو کنکریاں آپ نے پھینکیں وہ آپ نے نہیں بلکہ ہم نے پھینکی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک کو اپنا یدِ قدرت ظاہر فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ (وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو فی التحقیق اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا) حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ۔ مالکِ کونین سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جس نے ہماری اطاعت کی بلا شبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ہماری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ شفا شریف میں حضور امیر المومنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! حضور کی فضیلت بارگاہِ رب العزت میں اس حد تک پہنچی کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرما دیا۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (ہم نے آپ کے ذکر کو

بلند کیا، ملا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یُّقَالَ اَلْمُرَادُ بِرَفْعِ ذِکْرِہٖ اِنَّہٗ جَعَلَ ذِکْرَہٗ ذِکْرَہٗ کَمَا جَعَلَ طَاعَتَہٗ طَاعَتَہٗ وَلَا مَقَامَ فَوْقَ ھٰذَا فِی الْمَرْتَبَۃِ۔ یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ مراد رفع ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ اللہ تعالے نے انکے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا کہ کوئی مرتبہ اس سے بالا نہیں ہے۔

نیز شفا شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّکَ یَقُوْلُ اَتَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ؟ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ قَالَ ابْنُ عَطَاءٍ جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ۔ فرماتے ہیں میری خدمت میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی میرا اور آپکا پروردگار فرماتا ہے "آپ جانتے ہیں میں نے آپکا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟" میں نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے حبیب میں نے اپنا اور آپ کا ذکر لازم و ملزوم بنا دیئے ہیں۔ جب میرا ذکر ہو تو میرے ساتھ

آپ کا ذکر خیر بھی ضرور ہو۔ ابن عطا نے کہا "میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر بنا دیا ہے جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْکَ قَوْلًا طَیِّبًا
وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰی اِلَّا کَا

ترجمہ: جب سنتا ہوں تو آپ ہی کے پاکیزہ اقوال سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

سرمدست رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چشم گر بینا شود در ہر طرف دیدار ہست
گوش گر شنوا شود در ہر طرف گفتار ہست

شیفتہ دل اور فریفتہ جمال فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بھی حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر بالیقین جان کر عرض کر رہے ہیں "میرے آقا! جس طرف بھی میں نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں سوائے آپ کے روئے منور کے مجھے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور کانوں میں سوائے حضور کے پاکیزہ اقوال کے کوئی بات سنائی نہیں دیتی۔"

اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" (جس طرف بھی تم رخ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے) مفسّرین نے وجہ کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ رحمت، رضا، ذات، توجّہ اور چہرہ، اور اگر آخری معنی لئے جائیں تو وجہُ اللّٰہ سے مراد رخ انور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات تو جسم سے پاک و منزّا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَءَ الْحَقَّ حضور پُرنور مالک یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں جس نے ہمیں دیکھا اس نے اللہ کی ذات کو دیکھا کیونکہ آپ مظہرِ اتم صفاتِ الٰہیہ ہیں حاضر و ناظر کی بحث تو پہلے گذر چکی ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی ذکر کر دینا کافی ہے کہ

خاصانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن ز خدا جدا نہ باشند

مقبولانِ خدا۔ نہ خدا ہیں نہ خدا سے ہیں جدا۔ لیکن اس رمز کو سمجھنے کے لئے دیدۂ دل درکار ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

خطرۂ عظیم: اگر لفظی ترجمہ کیا جائے تو آیۂ مذکورہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ سے اللہ کا چہرہ ثابت ہوتا ہے اور سورۂ مائدہ میں اللہ کے دونوں ہاتھ ثابت ہیں (وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَةٌ یہود نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جواب میں فرمایا۔ یہ لعنتی بکتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے میرے تو دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ) اور تیسری آیت سے اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ثابت ہے (یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی ظاہر فرمائیں گے) ان ہر سہ آیات کا مطالعہ کرنے کے بعد سخت خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی رٹ لگانیوالے اور انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر جاننے والے کہیں اللہ تعالیٰ کو بھی اپنی مثل یا اپنے بڑے بھائی کی مانند نہ سمجھ لیں۔

ان آیات کی موجودگی میں اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو نور السماوات والارض ہی جانتے ہیں تو پھر جناب سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی (وجہ اللہ کے نور سے ہیں اور تمام مخلوقات ان کے نور سے اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ) کے ساتھ کفار کی طرح مماثلت کر کے کیوں اپنا ایمان ضائع کر رہے ہیں۔

فَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ قَبْلَ الْمَوْتِ

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي
اِنِّي فَقِيْرٌ فِي الْوَرَىٰ لِغِنَاكَا

ترجمہ: اے میرے مالک بحالت فقر میرے شفیع ہو جیئے۔ کیونکہ ساری خلق میں آپ کی غنا کا سب سے زیادہ محتاج میں ہی ہوں۔

سبحان اللہ! سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضور سید الثقلین مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مالک مان کر التماس کر رہے ہیں۔ "میرے مولا! تہیدستی اور تنگی کی حالت میں میری نگہداشت فرمانا اور قیامت کے دن بھی میری شفاعت فرمانا۔ اس میں شک نہیں کہ ساری مخلوقِ خدا آپ کی محتاج ہے لیکن مجھ سے بڑھ کر آپ کی غنا کا محتاج کوئی نہیں ہے۔

یا مصطفےٰ نہ چھوڑیئے روزِ جزا ہمیں دونوں جہاں میں آپکا بس آسرا ہمیں

استم او از مقبولانِ خدا کے منکرین عموماً اولیاء اللہ کے معتقدین اور اور ان سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا کرتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی زد میں آ جائیں۔ کیونکہ ایسے بد عقیدہ لوگوں کی نظروں میں مندرجہ بالا شعر سراسر شرک سے لبریز ہے۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالےٰ کا نام تک نہیں لیا۔ اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلے الفاظ میں

اپنا مالک، شافع، حاجت روا اور سب کچھ مان لیا ہے۔ ہمیں خالص وہابیوں سے تو کوئی سروکار نہیں لیکن ان نام نہاد حنفیوں پر ضرور افسوس ہے جو حنفی کہلاتے ہوئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اور عقائد سے منحرف ہیں (مسئلہ استمداد کی تحقیق کے لیے ہمارا رسالہ ..... "استمداد از عباد الرحمان" مطالعہ فرمایئے)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

بجز این نیست کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مددگار ہیں۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے معاون و مددگار ہیں تو بزرگانِ عظام بھی ہمارے مددگار ہیں۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ فرماتے ہیں مولائے کل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کا میں مولا (مددگار) ہوں (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ) بھی اس کے مولا ہیں۔

اِنِّی خَفِیٌّ..... الخ۔ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام خزائن کی کنجیاں۔ جنت و دوزخ کی کنجیاں، نفع و نصرت کی چابیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ (اللہ تعالےٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)، جب آپ ہی عطا کرنے والے

ہیں تو ہر شخص آپ کا محتاج ہے۔ آپ غریبوں، مسکینوں کے ملجا و ماویٰ اور فقرا کو غنی بنانے والے ہیں۔ وہ شخص نہایت ہی بد نصیب ہے، جو اس سخی دروازہ کو چھوڑ کر دربدر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

اور کیا برا لگا انہیں یہی نہ کہ اللہ جل جلالہ، اور اس کے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ اللہ ورسولہ نے اپنے فضل سے ان کو دولتمند بنا دیا۔ اے اللہ کے حبیب ہم بھی آپ کی غنا کے محتاج ہیں۔ ہمیں بھی دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائیے۔ یک نظر یا رحمۃ للعالمین

برغریب حافظ اندوہگیں

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی

جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَا

ترجمہ: اے تمام موجودات سے بزرگ ترین، اے خزانہ مخلوقات مجھے اپنی بخشش سے بخشئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے۔

یا سید الثقلین (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی ذات مبارک کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔ اپنے سارے

خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔ آپ کی مثل نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ دوست تو دوست اعداد پر بھی آپ کی رحمت حاوی ہے۔ آپ کے جود و کرم کی کوئی انتہا نہیں۔ اپنے خزانہ بخشش سے مجھے بھی کچھ بخشیے اور اپنی خوشنودی سے مجھے خوش کیجئے۔

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِأَبِي حَنِيْفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَا

ترجمہ: میں آپ کی بخشش کا حریص ہوں اور بجز آپ کے دنیا میں مجھ غریب کا (ابی حنیفہ کا) کوئی یار و غمگسار نہیں ہے۔

غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جز تو حبیبم

فرماتے ہیں میں آپکی جود و سخا کا طامع اور حریص ہوں۔ امیدوار نہ کہا بلکہ طامع فرمایا اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوانِ کرم اتنا وسیع ہے کہ تمام جہان آپ کا پروردہ نعمت ہے۔ فرمایا میں بھی آس لگائے بیٹھا ہوں کہ میرا دامنِ امید گوہر آرزو سے کب مالامال ہوتا ہے۔ صرف جناب کی ذات بابرکات کا سہارا ہے۔ کوئی یار و مددگار نہیں اور نہ کوئی پرسانِ حال ہے۔

میرے دردِ دل کی نہ کوئی دوا ہے
اگر ہے تو بس اک رسولِ خدا ہے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نوٹ: شاید کوئی اس زمانہ کا معجونِ مرکب (مقلّد و غیر مقلّد) "توحید پرست" خفی اعتراض کرے کہ امام صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اپنا حامی و مددگار بنا لیا ہے سو اس کا یہ خیال باطل ہے۔ اور وہ جناب آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ اعلیٰ سے بےخبر ہے۔ نیز حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح عقائد کو اپنے کھوٹے عقائد کی کسوٹی پر پرکھتا ہے اس کو جاننا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدد اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے۔ اللہ بھی اس کا مددگار ہے جس کے حامی جناب حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ راندۂ بارگاہِ رسالت مردودِ جنابِ باری ہے۔

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيهِ عِنْدَ حِسَابِهِ
فَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّكًا بِعُرَاكَ

ترجمہ: امید ہے کہ اس کے حساب و کتاب کے وقت آپ اس کی شفاعت فرمائینگے۔ کیونکہ وہ آپ کا دامن مبارک پکڑنے والا ہے۔

سیّدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم و عمل اور تقوے و

پرہیزگاری شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ امام الائمہ (امام اعظم) سراج الامۃ اور امام المجتہدین ہیں۔ آپ کا وجود فقہا و علمائے کے لیئے باعث صد عزّ و شرف ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں اور اعمال صالحہ کے حضور شافع روز جزا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض کر رہے ہیں۔ "آقا یہ گنہگار آپ کا دامنگیر ہے۔ اگرچہ اس کے اعمال قابل بخشش نہیں لیکن اسے یقین کامل اور امید واثق ہے کہ بروز جزا آپ ضرور اس کی شفاعت فرمادیں گے۔"

مقام غور ہے کہ جب اتنی بلند پایہ ہستی کی ساری امیدیں وابستہ شفاعت جناب سید العالمین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اپنی نیکیوں پر قطعاً بھروسہ نہیں رکھتے تو کسی ناقص العمل انسان کا اپنے اعمالوں پر بھروسہ کرنا اس کی نادانی اور جہالت کا بین ثبوت ہے۔ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ۔۔۔ الخ۔ قیامت کے دن ایسی حالت ہوگی کہ آدمی اپنے بھائی والدین، بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا۔ کام آئے گی تو اس روز حضور سید المرسلین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت جس کے محتاج انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا ارشاد مبارک ہے۔ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔ (ترمذی)

قیامت کے دن ہم نبیوں کے امام اور ان کے خطیب (یعنی وہ خاموش ہوں گے ہم ان کی طرف سے کلام کریں گے) اور ان کے صاحب شفاعت ہوں گے۔ اور یہ فخریہ بات نہیں۔ یعنی یہ حقیقت ہے۔ کوئی بدبخت منکرِ شفاعت یہ نہ سمجھ لے کہ آپ نے یہ کلمات محض فخر بہ طور پر فرمائے ہیں۔

آجکل کے زاہدانِ ظاہر پرست، بعض بد عقیدہ علما اور ان کے بے عمل پیروکار اگرچہ حنفی نقشبندی وغیرہ کہلاتے ہیں۔ لیکن شفاعت کے منکر ہیں۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کو شرک جانتے ہیں اور سلسلہ گیارھویں شریف و محافل میلاد ان کے نزدیک حرام اور بدعت ہیں۔ خدا جانے یہ لوگ کس قسم کے حنفی ہیں اور کس امام کی تقلید کرنے والے ہیں۔ کیونکہ عقائد کے لحاظ سے سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مابین بعید تفاوت ہے۔ اگر حنفیت یہی ہے تو اہلِ عقیدت کا خدا حافظ!

گر مسلمانی ہمیں است کہ مفتی دارد
وائے گر از پئے امروز بود فردائے

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لوگ حنفی العقائد نہیں ہیں۔ محض اپنے ذاتی عقائد کی پرچار کرنے اور عوام سادہ لوح صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسانے کے لیئے انہوں نے حنفیت کا جامہ پہن رکھا ہے۔

۵ بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش!
من اندازِ قدت را مے شناسم

فَلَانْتَ اَکْرَمُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ
وَمَنِ الْتَجٰی بِحِمَاكَ نَالَ رِضَاکَا

ترجمہ:- بلا شبہ آپ (اللہ کے ہاں) بزرگ ترین شافع اور مقبول الشفاعت ہیں اور جو آپ کی پناہ میں آگیا اس نے آپ کی خوشنودی کو پا لیا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم ۔۔۔ بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم،

میں نے سنا ہے کہ امید و بیم کے دن یعنی بروزِ جزا اللہ کریم بدکاروں کو نیکوں کی طفیل بخش دے گا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

بحسنِ اہتمامت کارِ جامی ۔۔۔ طفیلِ دیگراں یابد تمامی،

قیامت کے دن حبیبِ شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاجِ شفاعت زیبِ سر فرما کر تختِ رسالت پر جلوہ افروز ہوں گے اور گنہگاروں کی شفاعت کا اہتمام فرمائیں گے تو اس روز میرا کام دوسروں کی طفیل ہی

بن جائے گا (یعنی آپ کے بندگانِ نیک اور غلامانِ صالحین کی نظرِ کرم اور سفارش سے میری بخشش ہو جائے گی۔

اَکْرَمُ شَافِعٍ: حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں ارقام فرمایا ہے کہ آپ معزز تر بزرگ ترین شفاعت فرمانے والے ہیں۔ اور آپ کی شفاعت ایسی نہیں جو رائیگاں جائے۔ اللہ کے نزدیک نہایت مقبول و منظور ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (اور قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) حدیث شریف میں ہے جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں۔

آپ شہنشاہِ شفاعت ہیں۔ آپ کے حکم کے ماتحت آپ کے غلامانِ باصفا مقبولانِ الٰہ بھی گنہگارانِ امت کی شفاعت کریں گے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن ابی الجدعا سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ: میرے ایک امتی (یعنی بزرگ) کی شفاعت

سے بنی تمیم (جو نہایت بڑا قبیلہ ہے) کے بے شمار افراد بہشت میں داخل ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بہرکیف قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جب ایک صاحب کی شفاعت سے اتنے آدمی بہشت میں جائیں گے تو اُمّتِ جناب خیر الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے بہت نیچے اچھے لوگ جب گنہگاروں کی شفاعت کریں گے تو لاتعداد اشخاص ان کے ذریعے بہشت میں داخل ہوں گے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:۔

حضرت ابی سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مالکِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میری اُمّت سے بعض جماعتوں کی شفاعت کریں گے۔ بعض ایک قبیلہ کی۔ بعض عصبہ کی (دس سے چالیس تک) اور بعض صرف ایک آدمی کی حتیٰ کہ ساری اُمّت اس طرح بہشت میں داخل ہوگی۔ (رواہ الترمذی)

وَمَنِ الْتَجیٰ ..... الخ۔ سیّدنا حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آپ کی پناہ میں آ گیا۔ اس نے آپ کی خوشنودی کو حاصل کر لیا۔ تعصّب کی عینک اتار کر واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ عقید تمند انسان تو درکنار، حیوانات اور وحوش

دلیور بھی آپ سے پناہ کے خواستگار اور آپ کی حمایت کے طالب ہوئے ہیں۔ اور غمخوارِ اُمتاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انکی فریاد سُن کر ہر ایک کی حمایت واعانت فرمائی ہے۔ اور ان کی شکایات وتکالیف کا ازالہ فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت، رحمت ورافت ملاحظہ فرمایئے کہ ہر وقت امت کا غم دامنگیر ہے۔ فرماتے ہیں۔ لیس مِنکُم رَجُلٌ اِلَّا اَنَا مُمسِکٌ بِحُجزَتِہٖ اَن یَّقَعَ فِی النَّارِ (تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے (الطبرانی فی الکبیر عن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک طرف تو جناب رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی ہمدردی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اور دوسری جانب بعض نااہل امتیوں کی یہ کیفیت ہے، کہ آپ کی شفاعت کا کھلم کھلا انکار کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوشش فرما رہے ہیں کہ کوئی اُمتی دوزخ میں نہ جائے مگر یہ بدعقیدہ لوگ اپنے ناقص اعمال پر اس قدر نازاں وغرہ ہیں کہ آپ کے مبارک ظلِّ حمایت میں پناہ لینا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو یومِ قیامت ایسا ہولناک دن ہے کہ سوائے حضور رحمۃ اللعالمین محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی جملہ انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکاریں گے۔ برادر محشر اگر نجات چاہتے ہو تو اس وقت کو غنیمت

جا تو اور دامن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اگر یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا تو سوائے کفِ حسرت ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

شاہِ شاہاں کا دامن ابھی تھام لو
پھر نہ ہاتھ آئے گا وقت گذرا ہوا

نوٹ: جب کسی کمسن لڑکے یا لڑکی کی نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے تو اس نماز میں شمولیت کرنے والے خواہ اہل سنت وجماعت ہوں یا دیوبندی افراد، خالص غیر مقلّد ہوں یا گلابی وہابی، سب کے سب لڑکے یا لڑکی کی میّت پر جو دعا پڑھتے ہیں اس میں یہ کلمات بھی شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا (لڑکے کے لئے) اے اللہ اس لڑکے کو ہماری شفاعت کرنے والا بنا دے اور ایسا سفارشی کہ جس کی سفارش منظور ہو۔ اسی طرح لڑکی کے بارے میں دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً منکرین شفاعت جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک لمحہ کے لئے ضد اور تعصّب کو چھوڑ کر ذرا سوچیں کہ ایک طرف تو ایک لڑکے کی میّت سامنے رکھ کر اللہ کی جناب میں اپنے دل اور زبان سے دعا مانگ رہے ہیں کہ الٰہی اس کو ہمارا شافع بنا دے اور ایسا شافع کہ جس کی شفاعت رجسٹرڈ ہو۔ یعنی منظور شدہ اور دوسری جانب آقائے کُل فخرِ رسل غمخوارِ اُمّت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے روگردانی کر رہے ہیں اور شفاعتِ کبریٰ پر یقین رکھنے والوں کو مبتدع اور مشرک بنا رہے ہیں۔ ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ ایسے معصوم بچے جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں محبوبِ ابنِ خدا سے زیادہ شان والے ہیں؟ جو ان کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے تم دعائیں مانگتے ہو اور اس ذاتِ گرامی کا دامنگیر بننا گناہ سمجھتے ہو۔ جن کی رضا کا طالب خود خالقِ باری ہے جو دونوں جہاں کے لیئے شفیعِ روزِ جزا ہیں۔ جنکی شفاعت ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ہو چکی ہے۔

ع گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

فَاجْعَلْ قِرَاکَ شَفَاعَةً لِّیْ فِیْ غَدٍ
فَعَسٰی اَرٰی فِی الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاکَا

ترجمہ: کیجئے اپنی مہمانی میرے لیئے شفاعت کرنا کل کے دن پس قریب ہے کہ حشر میں مجھے آپکے لوائے حمد کے زیر سایہ جگہ عنایت کی جائے گی۔

مذکورہ بالا تین اشعار میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ متواتر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالی میں آپ کی شفاعت کے لیئے درخواست دے رہے ہیں۔ آخری شعر میں جسطرح اہلِ محبت کا شیوہ ہے نہایت پیارہ

اور ناز کے انداز میں عرض پیرا ہیں "حضور کل قیامت کے روز جب آپ کے خوانِ یغما پر مہمانوں کا مجمع عظیم ہوگا۔ تو اس روز نوازشِ خسروانہ سے مجھے محروم نہ فرمائیے گا۔ میں بھی آپکی مہمان نوازی کا امیدوار ہوں۔ نیکو کاران تو آپ کے انعام واکرام کے مستحق ہیں۔ میں گنہگار ہوں مجھے آپکی شفاعت کی اشد ضرورت ہے اور میرے لیئے آپکی یہی مہمانی کافی وافی ہے

ہم گنہگار ہیں کیا حال ہمارا ہوگا!
روزِ محشر کی ہمیں فکر لگی رہتی ہے

دوسری عرض یہ ہے کہ بروزِ محشر جب آپ کے دستِ مبارک میں لوائے حمد ہوگا جس کے نیچے جملہ انبیاً علیہم السّلام اور مقربین وصالحین آپ کے ظلِّ حمایت میں پناہ گزین ہوں گے تو اس دن اپنی کرم نوازی سے اس ناچیز کو بھی زیرِ سایۂ علَم تھوڑی سی جگہ عنایت فرما دیجئے گا۔ مجھے امیدِ قوی ہے کہ میری یہ عاجزانہ درخواست حضور مقبول و منظور فرما دیں گے۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

سبحان اللہ! سیدنا حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کے لیئے بار بار التجا کر رہے ہیں۔ اور اس زمانہ کے گندم نما جو فروش احناف آپ کی تقلید کا دعوے کرتے والے آپ کے برعکس شفاعت کا بار بار

انکار کر رہے ہیں۔ ایسی تقلید اور حنفیت سے خدا محفوظ رکھے اور مسلمانوں کو توفیقِ ادب عطا فرمائے۔

> صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
>
> مَاحَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاکَا

ترجمہ: اے رحمت کے نشان! اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ پر درود شریف بھیجتا رہے (اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے) جب تک کہ ایک مشتاق بھی آپ کے آستانہ عالیہ کی حاضری کا آرزومند رہے (یعنی قیامت تک)

> وَعَلٰی صَحَابَتِکَ الْکِرَامِ جَمِیْعِھِمْ
>
> وَالتَّابِعِیْنَ وَکُلِّ مَنْ وَّالَاکَا

ترجمہ:۔ اور اللہ کی رحمت نازل ہو آپ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین پر اور ہر شخص پر جو آپ کو دوست رکھے۔

دُرود شریف کی فضیلت سے کون واقف نہیں۔ ذات باری اور اس کے فرشتے ہر لحظہ اور ہر آن درود پاک کے ذکر میں مشغول ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود شریف بھیجتے ہیں (اور بھیجتے رہیں گے) اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجو۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ظاہر فرمایا ہے کہ میری جناب میں میرے حبیب پاک سیّدالانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کتنی قدر و منزلت ہے کہ میں اور میرے فرشتے ہر وقت اس ذاتِ مقدس پر درود شریف بھیجتے رہتے ہیں۔

قرآن پاک میں احکام خداوندی عموماً صیغہ امر سے شروع ہوتے ہیں۔ لیکن آیۂ مذکورہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنی اور اپنے ملائکہ کی درود خوانی کا ذکر پہلے فرما کر پھر ہمیں حکم صادر فرمایا ہے "اے مومنین تم بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجو" یوں تو ہر حالت میں حکم جناب باری واجب العمل ہے اور نافرمانی کرنے والا گنہگار ہے۔ لیکن جب بادشاہ سلامت بنفسِ نفیس کسی کام کی طرف توجہ فرما دیں اور مقربانِ شاہی بھی اس کارِ خیر میں شامل ہوں تو اس کام کی اہمیت کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ اور لوگوں کا شاہی حکم پر عمل پیرا ہونا کس قدر ضروری ہو جاتا ہے۔

درود شریف کے فضائل و برکات اس کثرت سے ہیں کہ بیان

سے باہر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار نظرِ رحمت فرماتا ہے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ خَطِیْئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ ط فِیْ رِوَایَۃٍ وَکَتَبَ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ ط جو ہم پر ایک بار درود پاک بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے۔ اس کی دس خطائیں معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔ (اور ایک روایت میں ہے اس کے لیئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری ملاقات جبریل علیہ السلام سے ہوئی۔ اس نے عرض کی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں بےتحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ (جو آپ پر سلام بھیجتا ہے میں اس پر سلام بھیجتا ہوں۔ جو آپ پر درود پڑھتا ہے میں اس پر درود پڑھتا ہوں۔

یعنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد عالی ہے قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب یا حقدار وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پاک پڑھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذکر سعید کے وقت ہر مسلمان پر درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ جو شخص آپ کا نام مبارک سن کر درود شریف نہیں پڑھتا وہ پرلے درجے کا ذلیل، بخیل اور گمراہ ہے

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود (شریف) نہ پڑھے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) جس کے پاس میں ذکر کیا جاؤں۔ پس وہ مجھ پر

درود (شریف) نہ بھیجے۔

سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قَالَ اِنَّ الْبَخِیْلَ کُلَّ الْبَخِیْلِ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فرماتے ہیں شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ وہ بہت بڑا بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے۔ پس وہ مجھ پر درود (شریف) نہ پڑھے۔

فرماتے ہیں قبلۂ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لَا یَرٰی وَجْہِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ اس کو ہمارا چہرۂ انور دیکھنا نصیب نہ ہوگا جس کے پاس ہمارا ذکر ہو اور وہ ہم پر درود (پاک) نہ بھیجے۔

شہنشاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔ مَنْ ذُکِرْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ دَخَلَ النَّارَ جس کے روبرو میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود (شریف) نہ پڑھے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

آج کل اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب فرضی نماز سے فارغ ہو کر مساجد میں باآواز بلند ندائیہ درود شریف (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ) مل کر پڑھا جاتا ہے۔ تو بعض بیمار دلوں پر ٹھیس لگتی ہے۔ اور وہ

طرح طرح کے بہانے بنا کر اس درود شریف کے ذکر سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ بعد میں آنے والے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے (حالانکہ قصوروار نمازیوں کو ڈانٹنا چاہیئے جو تارک الجماعت ہیں) اور کبھی مذکورہ درود شریف پر اعتراض کرتے ہوئے زبان طعن دراز کرتے ہیں کہ اصلی اور افضل درود شریف وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جملہ درود شریف اہل بدعت کے ایجاد کردہ ہیں۔ حسد ایک ایسا ایندھن ہے کہ انسان کی نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے؛ متعصب اور بدعقیدہ علماء اور ان کے جاہل پیروکار اس درود شریف پر اس لیئے معترض ہیں کہ اس میں لفظ یا ہے جو حاضر و ناظر کیلیئے بولا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کہنا شرک جانتے ہیں۔ غیر مقلدین کو چھوڑیئے مصیبت تو یہ ہے کہ جو لوگ حنفیت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بنتے ہیں۔ وہ بھی نجدی عقائد کے حامی نظر آتے ہیں۔ اور حنفیت کی آڑ میں اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کر کے صحیح العقیدہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ اس قسم کے بے ادب لوگوں سے یہ بات خلاف توقع نہیں کہ سیدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ متبرکہ پڑھ کر ان پر بھی وہی فتوے چسپاں کر دیں۔

جو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنے والے اہل سنت جماعت پر لگانے کے عادی ہیں۔ کیونکہ حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدہ کے آخری دو اشعار میں جو درود شریف نظم فرمایا ہے۔ وہ بھی ان لوگوں کے عقائد کے منافی اور نماز والے درود شریف سے بالکل مختلف ہے مذکورہ ہر دو اشعار اور درود شریف کی ترکیب ملاحظہ فرمائیے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا عَلَمَ الْهُدٰی وَعَلٰی
صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِیْعِهِمْ وَالتَّابِعِیْن
وَكُلِّ مَنْ وَّالَاكَا

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ متبرکہ کا آغاز " یا سَیِّدَ السَّادَاتِ " سے اور اختتام " یا عَلَمَ الْهُدٰی " پر کیا ہے۔ گویا شروع میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب حاضر سے یاد کیا ہے اور اخیر میں بھی آپ کو حاضر و ناظر اور حیات النبی جان کر مذکورہ درود شریف قلمبند فرمایا ہے۔ جس کا پڑھنا اور سننا مدعیان توحید اور دعویداران اصلی حنفیت کی طبع نازک پر شاید گراں ہو۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خیر کرے۔ اور یاران بے وفا و بدگماں کے فتوے کی زد سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

قصیدۃ النعمان حنفی عقائد کا صحیح مرقع ہے۔ اگر کوئی صاحب تعصب کی پٹی اتار کر اور حق شناسی کی عینک لگا کر اس کا مطالعہ کریگا تو انشاءاللہ تعالیٰ ضرور اس پر حق واضح ہو جائے گا اور اس کو معلوم ہو جائے گا کہ صحیح العقیدہ احناف کون ہیں اور جھوٹے مدعیان کون ہیں۔ منافق خصلت لوگ ہر زمانہ میں ہوا کرتے ہیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے ازبس ضروری ہے کہ بدعقیدہ علما اور ان کے بے ادب پیر دیگر مبلغین کی صحبت سے اجتناب کیا جائے کیونکہ ؎ یار بد بدتر بود از مار بد۔ قصیدہ ھذا محک العقائد (عقائد کی کسوٹی) ہے۔ ہر عالم خطیب اور امام مسجد کے عقائد اس کسوٹی پر پرکھ لو۔ بعدہٗ اس کے درس میں بیٹھو۔ اس کا وعظ سنو اور اس کی اقتدا میں نمازیں ادا کرو۔ اگر کسی محلّہ کی مسجد کا امام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کو حاضر و ناظر سمجھنا شرک جانتا ہے۔ آپ کے علم غیب میں شک کرتا ہے۔ سیدنا حضرت غوث الثقلین پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف کا منکر ہے۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اس کے نزدیک شرک ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اپنے جیسا بشر سمجھتا ہے تو یقین جان لو اس کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ اپنے تئیں حنفی، نقشبندی، چشتی، یا سہروردی وغیرہ ظاہر کرتا ہے۔ ایسے شخص کا اعتبار نہ کریں۔ فوراً اپنی مسجد سے علیحدہ

کر دیں۔ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ غیر عقیدہ ملّانے عموماً حنفیت کا برقعہ اوڑھ کر اہل سنّت و جماعت کی مساجد میں عہدۂ امامت سنبھال لیتے ہیں۔ شروع شروع میں نیاز اور گیارھویں شریف کا طعام بڑی خوشی سے کھاتے ہیں۔ موتی کے قل اور چالیسواں وغیرہ کے صدقات بھی بخوشی قبول کرتے ہیں۔ جب آہستہ آہستہ سادہ لوح اور کم علم نمازیوں سے چند آدمیوں کو اپنا ہمنوا اور ہم خیال بنا لیتے ہیں تو کھلم کھلا اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ محلّہ میں فتور مچ جاتا ہے۔ نمازی دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ مسجد جو امن کی جگہ ہے فساد کا مرکز بن جاتی ہے۔ اہل سنّت و جماعت کا فرض ہے کہ ابتدا میں اس فتنہ کی روک تھام کریں۔ کسی شخص کو امام مقرر کرنے سے قبل اس کے عقائد کی اچھی طرح جانچ پڑتال کریں۔ اگر وہ حنفی عقائد کی کسوٹی پر پورا اترے تو پھر اس کا تقرر عمل میں لائیں ورنہ اس سے فوراً کنارہ کشی کریں۔ کیونکہ صرف چند دنوں کے لیے بھی اگر آپ نے کسی مفسدہ پرداز حنفی نما غیر مقلد کو اپنی مسجد میں جگہ دے دی تو وہ ایسا فتنہ برپا کرے گا جس کا بعد میں سدِّ باب کرنا نہایت مشکل ہو جائے گا ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل
چو پر شد نشاید گزشتن بہ پیل

دور شو از اختلاطِ یارِ بد　　یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند　　یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

انتباہ

حنفیت کا نقلی جبہ اور جعلی دستار پہننے والوں نے اپنے تبلیغی مشن کو کامیاب بنانے کیلئے پیری مریدی اور گنڈا تعویذ کا ایک نیا ادارہ کھول دیا ہے۔ اگرچہ ہمیں ان کے اس ڈیپارٹمنٹ (شعبہ) کے متعلق ابھی تک مفصل حالات معلوم نہیں ہوسکے۔ تاہم سیدھے سادھے حنفی العقائد مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ان کی عیارانہ چالوں سے بچیں اور کسی غیر معتقدہ چشتی، نقشبندی یا جعلساز پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے قبل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر ضرور عمل کریں۔

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نشاید داد دست
آدمی صورت بہت ابلیس ہیں،　　زاہدانہ چار صد ادریس ہیں
ان کی باتوں میں نہ آجانا کبھی!　　ایسے پیروں کا نہ دم کھانا کبھی

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ

سلام حضوری

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب النبی

السلام اے آنکہ توحیدِ احد از تو عیاں
میمِ احمد در احد شد چشمۂ فیضاں رواں (صلی اللہ علیہ وسلم)

السلام اے آنکہ شانِ تست نورِ ذاتِ حق
ہست نورت مظہرِ انوارِ ذاتِ مستعان

السلام اے آنکہ ذاتِ پاکِ تو در کائنات
ناظر و حاضر بود در ہر زمان و ہر مکان

السلام اے آنکہ کردی سیر اندر لمحہ
در شبِ معراج بیشک از زمیں تا لامکان

السلام اے آنکہ شد پیدا ز نورت عالمے
گفت حق لولاک در شانِ تو بیشک بیگمان

السلام اے آنکہ روشن از تو جملہ کائنات
جلوۂ نورِ مبینِ تست در ہر جا عیاں

السلام اے آنکہ نورت در جبینِ اولیاست
از جمالِ تست پیدا در وجودِ شاں نشاں

السلام اے آنکہ از نورِ ہدایت ہر کجا

سلام حضوری

اُمّتِ خود را نگہ داری زشیطاں ہر زمان
السلام اے آنکہ ذاتت رحمۃٌ لِلعالمین

دوستان و دشمناں راہم تو می بخشی امان
السلام اے آنکہ دست اندر کمر کردن بزور

عاصیاں را می کشی از نارِ دوزخ در جنان
السلام اے آنکہ داری اُمّتِ خود در نظر!

ورنہ شیطانِ لعیں کردے ورا ایماں زیان
السلام اے آنکہ ہرگز نے فراموشش از تو کس

اُمّتِ خود را تو ہستی پاسبانِ مہربان
السلام اے آنکہ از یومِ ازل تا روزِ حشر!

جلوہ افزا می شوی گاہے عیاں گاہے نہان
السلام اے آنکہ در صد رنگ جلوہ مے کنی

گاہ ظاہر گاہ باطن از ازل تا جاوداں
السلام اے آنکہ تا میلادِ پاکت نورِ تو

در تسلسل ماند اندر صلبِ پاکِ طیبان
السلام اے آنکہ در ادراک کُنہِ شانِ تو

جُز خدائے ہیچ کس را طاقتِ نطقِ زبان
السلام اے آنکہ بخشیدی بایں بندہ قمر

عزتِ عرضِ سلام و برکتِ ایمان و جان

حاضر و ناظر کے متعلق علمائے کرام کا

نادر فتویٰ

کروڑہا صلوٰۃ و سلام اس نورِ مجسّم سرکارِ دو عالم، اللہ کے پیارے حبیب لبیب، رحمتِ عالمیان، شفیعِ مجرماں، سیدالمرسلین، خاتم النبیین پر جن کی ذاتِ گرامی ہر زمان و مکاں میں حاضر و ناظر ہے۔ لیکن دیکھنے کے لئے چشمِ بصیرت کی ضرورت ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

اِستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین: زید کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام حاضر و ناظر ہیں تمام احوالِ اُمّت پر، عمرو کہتا ہے کہ اس کا قائل کافر ہے۔ ان میں سے کون حق پر ہے۔ بینوا و توجروا

الجواب: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رب عزوجل فرماتا ہے: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۱؎ (اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا) اور فرماتا ہے: فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا ۲؎ (کیسا دن ہوگا جب ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے) شاہد شہود سے ہے اور شہود حضور ہے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت ہے تو وہ بیشک شاہد ہیں بیشک حاضر ہیں بیشک

ناظر ہیں وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم بن حماد کتاب الفتن میں
اور ابو نعیم دلائل میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ جِلْيَانًا مِّنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِيْ كَمَا جَلَّاهُ
لِلنَّبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِيْ (بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں دیکھ رہا ہوں دنیا اور
جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا جیسا کہ اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں یہ اللہ
کی طرف سے روشنی ہے جو اس نے میرے لئے کی ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام
کیلئے کی تھی) رب عزوجل فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۔ (اور ایسے ہی ہم ابراہیم علیہ السلام کو دکھاتے
ہیں اپنی ساری بادشاہی آسمان وزمین کی تو جس چیز کو اللہ کی سلطنت سے خارج مانئے
وہی ابراہیم علیہ السلام سے غائب ہے لیکن کوئی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سلطنت سے
خارج نہیں ہوسکتی تو آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سے غائب نہیں
امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: رب عزوجل نے اَرَيْنَاهُ نہ فرمایا کہ انقطاع
کا وہم دے بلکہ نُرِيْ فرمایا کہ تجدد وبقاء پر دال ہو (تاویل کی گنجائش بہت ہوتی ہے خاص
لفظ رسول کریم کا اس كَذٰلِكَ کا مشار الیہ بتایا جائے) ہم ایسے ہی دکھاتے ہیں ابراہیم علیہ السلام
کو۔ ایسے کیا معنی؟ وہ دوسرا کون ہے جس کے دکھانے سے تشبیہ دی جارہی ہے کہ جیسے
انہیں دکھائے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے۔ ہاں ہم سے سنو وہ مشبہ بہ وہ اصل الاصول
کمالات، وہ منبع بحار وانہار مرجع اضواء وانوار کون ہیں؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جن کے صدقے میں اہلِ کمال نے کمال پایا۔ تمام فضائل و کمالاتِ انبیا اُن کے فضائل کا پرتو ہے۔ امام اجل سیدی ابو محمد بوصیری قدس سرہٗ قصیدہ مبارکہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ۔۔۔ فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّورِهٖ بِهِمِ

فَإِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا ۔۔۔ يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

حَتّٰى إِذَا طَلَعَتْ فِي الْكَوْنِ عَمَّ هُدَ ۔۔۔ هَا الْعٰلَمِيْنَ وَأَحْيَتْ سَائِرَ الْأُمَمِ

(عزت والے رسول جتنی نشانیاں لائے وہ حضور ہی کے نورِ مقدس سے ان کو ملیں اس لئے کہ حضور آفتابِ فضل ہیں تمام انبیا حضور کے ستارے ہیں کہ اندھیروں میں حضور ہی کا نور لوگوں کو پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ جب اس آفتابِ فضل نے طلوع فرمایا۔ اس کی ہدایت سارے جہان کو عام ہو گئی اور اُس نے سب مردہ دلوں کو جلا دیا)۔

پہلے امام علیہ الرحمۃ قصیدہ مبارک ام القرٰے میں فرماتے ہیں ؎

كَيْفَ تَرْقٰى رُقِيَّكَ الْأَنْبِيَاءُ ۔۔۔ يَا سَمَاءً مَّا طَاوَلَتْهَا سَمَاءُ

لَمْ يُدَانُوْكَ فِي عُلَاكَ وَقَدْ حَا ۔۔۔ لَ سَنًى مِّنْكَ دُوْنَهُمْ وَسَنَاءُ

إِنَّمَا مَثَّلُوْا صِفَاتِكَ لِلنَّا ۔۔۔ سِ كَمَا مَثَّلَ النُّجُوْمَ الْمَاءُ

کیونکر حضور کے مرتبہ پر ترقی پائیں انبیاء اے وہ آسمان جس سے کوئی بلندی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضور کی بلندیوں کے پاس بھی نہ جا سکے۔ حضور کی بلندی اور حضور کی روشنی بیچ میں حائل ہو گئی۔ انھوں نے تو اپنے کمالات میں حضور کے کمالات کی تصویر دکھائی ہے جیسے پانی ستاروں کی تصویر دکھاتا ہے۔ تو یہ نظر محیط کہ تمام ملکوت السمٰوٰت و الارض کو عام ہے (ابراہیم علیہ السلام نے کس سے پائی؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم سے) ان کی نظر محیط کی تصویر ہے۔ تصویر ذوالصورۃ کے مشابہ ہوتی ہے اسی مشابہت کو تو فرماتے ہیں کَذٰلِكَ نُرِیۡ اِبۡرَاهِیۡمَ ؕ

جامع ترمذی وسنن دارمی وغیرہما کتب معتبرہ میں بروایات صحیحہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل وغیرہ دس صحابہ کرام سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اَتَانِیۡ رَبِّیۡ فِیۡ اَحۡسَنِ صُوۡرَةٍ فَقَالَ لِیۡ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم فِیۡمَ یَخۡتَصِمُ الۡمَلَاُ الۡاَعۡلٰی (میرا رب میرے پاس تشریف لایا ایسا تشریف لایا جو عقول سے ورا اور اس کی جلال وعزت کے شایان ہے اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملاء اعلیٰ باہم کس بات میں مباحات کرتے ہیں میں نے عرض کی اے میرے رب تو خوب جانتا ہے فَوَضَعَ یَدَهٗ بَیۡنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدۡتُّ بَرۡدَهَا بَیۡنَ ثَدۡیَیَّ اس نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا۔ ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔ اس ہاتھ رکھنے سے کیا ہوا۔ فرماتے ہیں فَعَلِمۡتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے) فَعَلِمۡتُ مَا بَیۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ (میں نے جان لیا جو کچھ شرق سے غرب تک ہے) فَتَجَلّٰی لِیۡ کُلُّ شَیۡءٍ وَّعَرَفۡتُ (ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی) فقط روشن ہوجانے پر قناعت نہ فرمائی بلکہ وَعَرَفۡتُ زیادہ فرمایا یعنی میرا دیکھنا ایسا نہیں کہ اجمالی طور پر اشیاء سامنے حاضر ہیں مجمل طور پہ دیکھ لیں اور پہچان میں نہ آئیں۔ نہیں میں نے سب کچھ دیکھا اور سب کچھ پہچانا حضور کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے۔ حضور کے غلاموں میں سے ایک

غلام اور کیسے غلام نہایت عزیز اور پیارے غلام۔ کیسے بیٹے۔ نہایت محبوب بیٹے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اَلسُّعَدَاءُ وَالْاَشْقِيَاءُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَاِنَّ عَيْنِيْ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ (بیشک تمام سعید اور تمام شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور بیشک میری آنکھ لوحِ محفوظ میں ہے) اور فرماتے ہیں ؎

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا   كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِىْ

(میں نے اللہ کے تمام ملک کو اس طرح دیکھا۔ گویا وہ سب ملک میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے)۔ حضرت سیدنا بہاؤالحق والدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ نے فرمایا: "مرد وہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے کف دست کی مثل ہو" فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ مرد وہ ہے۔ کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے انگوٹھے کے ناخن کے برابر ہو۔ غرض وہ بلاشبہ حاضر و ناظر ہیں۔ ان کا رب عزوجل فرماتا ہے: يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا (اے ایمان والو! سب اللہ کی طرف توبہ کرو) توبہ میں یقیناً قطعاً شرع کو جلدی منظور ہے۔ گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں نہ یہ کہ مہینے دو مہینے کیلئے اٹھا رکھی جائے اور بھی قرآن کریم سے اب پوچھئے توبہ کا طریقہ کیا بیان فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور معافی چاہیں اور آپ بھی ان کے لئے معافی چاہیں تو ضرور اللہ کو پائیں گے توبہ قبول فرمانے والا مہربان) توبہ ہم سے مانگتے ہیں اور فوراً مانگتے ہیں اور طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو! اگر وہ دور ہیں تو فوری توبہ

فتویٰ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　نادرہ

کیسے ممکن اور مدینہ طیبہ حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسان اور اگر گیا بھی تو تا تریاق از عراق کا مضمون نہیں نہیں یہی معنی ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں علی قاری شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ۔ جہاں کوئی نہ ہو۔ یوں کہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ فرماتے ہیں: لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِيْ بُيُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے) یہ لفظ کی تصریح ہے اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے جابجا تصریح فرمائی کہ حضور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو شخص ایسے مسئلہ کو جو قرآن عظیم و حدیث صحیح و ارشادات علماء سے ثابت ہے۔ کفر کہے۔ وہ اپنے اسلام کی خبر لے۔ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ؀

دستخط و مُہر

(۱) عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی، قادری برکاتی بریلوی عفی عنہ بمحمدؐ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ دستخط (۲) المُجیبُ مصیبٌ فقیر حمد اللہ کمال الدین المتخلص القادری المحمودی عفی عنہ بقلم خود۔ دستخط (۳) احمد حسین رامپوری عفی عنہ مقیم درگاہ معلیٰ اجمیر شریف دستخط (۴) الجواب صحیح صحیح صحیح صحیحٌ صحیحٌ الو النصر محمد یعقوب حنفی القادری بلاسپوری۔ دستخط (۵) الجواب صحیحٌ امیر علی خاں بلبھاری عفی عنہ البھادی مدرس مدرسہ جامع مسجد شاہجہاں پور۔ دستخط (۶) الجواب صوابٌ محمد ظہور الحسین النقشبندی عفی عنہ مدرس اول مدرسہ اہلِ سنت و جماعت واقعہ بانس بریلی۔ دستخط (۷) المجیب اللبیب لاریب مصیب فیما اجاب فللّٰہ درّہ فیما اجتہد و اصاب۔ انا العبد الفقیر الحقیر المسکین محمد اکرام الدین عفی عنہ خطیب و امام مسجد وزیر خان لاہور۔ دستخط؀

نوٹ: اس فتویٰ کی تائید میں پنجاب و یو۔پی کے اور بھی بہت سے علماء کے تائیدی دستخط موجود تھے لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے درج نہیں کر سکے؀

(مطبوعہ اشرف پریس لاہور)

بصیرت افروز کتابیں پڑھئے

— اور —

اپنے دل کو نورِ ایمان سے منوّر کیجئے

استمداد از عباد الرحمان : اولیاء اللہ سے حینِ حیات اور بعد از وصال مدد مانگنے کا مکمل ثبوت (آیاتِ قرآنی، احادیث شریفہ اور اکابرین کے اقوال سے)

زندہ اور نادرہ کرامات : سلطان الاولیا سیدنا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس کے بعد دریا میں ڈوبا ہوا بیڑہ صحیح سلامت باہر نکالا (ثبوت از تصنیف شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ)

کلام الاولیا فی شان سلطان الاولیا قدس سرہ العزیز : سیدنا حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بزرگانِ عظام (مثلاً حضرت شاہ ابو المعالی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت سلطان باہو، حضرت علاؤ الدین صابر وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم) کا مدحیہ کلام۔ آرٹ پیپر پر بلاکوں کی چھپائی۔

ترکیب ختمات شریفہ : یعنی ختم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام، ختم شریف غوثیہ اور ختمات چہار یار کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم معہ طریقہ ایصالِ ثواب

سی حرفی مقبول درمانِ دل ملول : منظور شدہ بجناب سیدنا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دردمندوں کیلئے نایاب تحفہ۔ آرٹ پیپر پر بلاکوں کی چھپائی۔

ذکرِ جہر : بعد ادائے نماز فرض بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ذکر اور اس کے متعلق علمائے کرام کا فتویٰ۔

قصیدۃ النعمان مشرح : حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے عقائد کا صحیح مرقع، ان کے نام نامی پر حنفی کہلانے والے جھوٹے احناف اور امام موصوف کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے صحیح حنفیت کے طالب اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

قصیدہ غوثیہ شریف : مترجم رنگین — قصیدہ غوثیہ شریف سادہ